



پاکستان کے داخلی معاملات میں امریکی مداخلت میسیحی راہ نماوں سے مخلصانہ گزارش

۱۵۔ اپریل ۱۹۹۲ء کو فلیٹن: ہوٹل لاہور میں مدیر اعلیٰ الشریعہ کا پریس کانفرنس سے خطاب

امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی نے ۱۹۸۷ء میں پاکستان کی فوجی و اقتصادی امداد کے لیے شرائط عائد کر کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے خلاف جس نظریاتی اور اعصابی جگہ کا آغاز کیا تھا وہ اب فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو گئی ہے۔ ان شرائط میں پاکستان کے ایسی پروگرام کے خاتمه کے ساتھ ساتھ اسلامی قوانین نافذ نہ کرنے کی ضمانت، جداگانہ طرز انتخاب کی منسوخی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کے اقدامات کی واپسی کے مطالبات شامل تھے، جن میں اب گستاخ رسول کے لیے موت کی سزا کا قانون تبدیل کرنے کے تقاضہ کا اضافہ بھی ہو گیا ہے۔ ان شرائط اور مطالبات کا مقصد اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ کو روکنا، اسے اسلامی شخص سے محروم کر کے ایک سیکور ریاست کی حیثیت دینا اور دفاعی طور پر کمزور رہا اور بے بس ہا کر بھارت کے زیر اثر ممالک میں شامل کرنا ہے۔ ان شرائط و مطالبات کی محکمل کے لیے امریکہ نہ صرف پاکستان کی فوجی و اقتصادی امداد کو روکے ہوئے ہے، بلکہ عالمی ذرائع ابلاغ اور انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں کے ذریعے سے پاکستان پر دباؤ میں مسلسل اضافہ کرتا جا رہا ہے اور پاکستان کے اندر مختلف طبقات بالخصوص اقلیتوں کو ابھار کر فکری انتشار پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ابھی چند روز قبل مسئلہ کشمیر کے حوالہ سے مغلی ممالک کا دورہ کرنے والے پاکستانی وفد کے سامنے اینٹی ایٹرنسیشنل نے جو مطالبات رکھے ہیں، ان میں آٹھویں آئینی ترمیم کے خاتمه، جداگانہ طرز انتخاب کی منسوخی اور گستاخ رسول کے لیے موت کی سزا کے قانون کی تبدیلی کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔ امریکہ اور اس کی ہمنوا



دیگر مغلی قوتیں اور لاپیاں اس مقصد کے لیے "انسانی حقوق" کا نعرو بطور ہتھیار استعمال کر رہی ہیں اور پاکستان میں ملک کے اسلامی شخص کے تحفظ، دفاعی استحکام اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے اقدامات کو نام نہاد "انسانی حقوق" کی خلاف ورزی قرار دے کر انہیں بلڈوز کر دیا چاہتی ہیں۔

انسانی حقوق کا یہ فلسفہ مغلی دنیا کا خود ساختہ ہے، جس کی تبلیغ اور تشرع کے تمام انتیارات مغرب نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہوئے ہیں جو اسلامی دنیا کے لیے قطعی طور پر ناقابل قبول ہے، کیونکہ ہم بحیثیت مسلمان اپنے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں قرآن کریم اور جناب رسالت حبی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے پابند ہیں اور قرآن و سنت کے احکام کے خلاف کسی بھی فلسفہ کی بالادستی کو قبول کرنا اسلامی نظام کے اجتماعی کروار سے انحراف کے مترادف ہے۔ اس لیے ہم "انسانی حقوق" کے دائرہ کار کے تعین اور ان کی تشرع پر مغرب کی اجارہ داری کو قطعی طور پر مسترد کرتے ہیں اور امریکی حکومت اور اینٹنی پیشل کے مطالبات کو اسلامیان پاکستان کے دینی معاملات اور نہ بھی عقائد میں کھلی مداخلت قرار دیتے ہوئے ان کی شدید نہ مدت کرتے ہیں۔

اس پس منظر میں، جبکہ امریکہ اور اس کے حواری اسلامی جمیوریہ پاکستان کے خلاف جنگ کے فیصلہ کرن راویہ کا آغاز کر چکے ہیں، پاکستان کے سیاسی و دینی حلقوں کا طرز عمل انتہائی افسوسناک اور مایوس کرن ہے۔ ملک کی دونوں بڑی سیاسی قوتیں اقتدار کے حصول اور تحفظ کے لیے امریکہ کی خوشنودی کو ہر قیمت پر برقرار رکھنے کی خاطر "خود پر دگی" کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں ہیں اور دینی حلقوں کے پیشتر قائدین نہ صرف صورت حال کی تغییر کے احساس اور سائل کے اور اک سے عاری ہو چکے ہیں بلکہ باہمی انتشار، بے اعتمادی اور غلط ترجیحات کے باعث عوام میں بد دلی اور مایوسی پھیلانے میں مصروف ہیں۔

ان حالات میں رائے عامہ کو امریکی عزائم کے خلاف بیدار کرنا اور پاکستانی عوام میں "نہ بھی آزادی" اور "قومی خود مختاری" کے تحفظ کا شعور اجاگر کرنا سب سے اہم قوی ضرورت اور دینی تقاضہ ہے اور اسی مقصد کے لیے "ورلڈ اسلامک فورم" نے گروہی اور انتقالی سیاست سے الگ تحلیل رہتے ہوئے ملک کے مختلف شرکوں میں علا کرام اور دینی



کارکنوں کے فکری اجتماعات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس مقصد کے لیے کراچی میں ۲۶ دسمبر ۹۳ء کو اور گوجرانوالہ میں ۱۲ جنوری ۹۴ء کو علاکنوں منعقد ہو چکے ہیں، جبکہ اس سلسلہ کا تیراکنوش ۱۸ اپریل ۹۴ء کو شیرانوالہ گیٹ ہری پور ہزارہ میں اور چوتھا کنوش ۲۲ اپریل کو جامع مسجد اناہ کلی لاہور میں منعقد ہو رہا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ”مذہبی آزادی“ اور ”قومی خود مختاری“ پر یقین رکھنے والے ہر شری سے گزارش ہے کہ وہ اس میں شریک ہو اور ہمارا ہاتھ بٹائے۔

اس موقع پر ”یہتہ دو تہڑ توہین رسالت کیس“ کے حوالہ سے بھی کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ کیس، جسے بی۔ بی۔ سی، وائس آف امریکہ، وائس آف جرمی اور آل اعلیٰ ریڈیو کے مسلسل پر اپیگنڈہ نے عالمی شرت دے دی ہے، اب اسلامیان پاکستان کے دینی جذبات اور محبت رسولؐ کی علامت بن چکا ہے، مگر حکومت پاکستان کا طرز عمل یہ ہے کہ امریکہ کے دباؤ کے تحت گستاخ رسولؐ کے لیے موت کی سزا کے قانون میں تبدیلی کی فکر کے ساتھ ساتھ اس کیس کے حوالہ سے بھی حکومت پاکستان امریکہ کو ہر حال میں خوش رکھنے کی پالیسی پر عمل پیدا ہے، جو انتہائی افسوسناک اور پاکستانی عوام کے مذہبی جذبات کی توہین کے متراود ہے۔ اس ضمن میں مسیحی اقلیت کے مذہبی پیشواؤں کا طرز عمل بھی قبل افسوس ہے جو گستاخ رسولؐ کے لیے موت کی سزاگی مخالفت کر کے خود پائیل کے احکام سے انحراف کر رہے ہیں، کیونکہ باائل میں انحصار کرام علیم السلام تو کجا مذہبی پیشواؤں کی گستاخی اور کتاب مقدس کے صندوق کی توہین پر بھی موت کی سزا کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے مسیحی اقلیت کے مذہبی پیشواؤں کی طرف سے اس سزاگی مخالفت ناقابل فرم ہے، البتہ ان کے اس مطالبہ کی ہم حمایت کرتے ہیں کہ اس قانون میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیگر انحصار کرام علیم السلام کا بھی ذکر کیا جائے، کیونکہ ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کے کسی بھی سچے پیغمبر کی توہین کو اسی طرح ناقابل معافی جرم سمجھتے ہیں جس طرح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی جرم ہے۔ اسی طرح ہم مسیحی اقلیت کے اس مطالبہ کی بھی حمایت کرتے ہیں کہ اس قانون کے غلط استعمال کی روک تھام کے لئے کسی بھی مقدمہ کے اندرج سے قبل مجرمیت کی انکواری کو ضروری قرار دیا جائے۔ ہمیں اقلیتوں سے کوئی عناوہ نہیں ہے اور نہیں اس قانون کے غلط استعمال کی روک تھام کے لئے



ہر جائز تحفظ فرماہ کرنے کے لیے تیار ہیں، لیکن گستاخ رسول کے لیے موت کی سزا اٹل ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔

اس سلسلہ میں گستاخ رسول منظور صحیح کے قتل کے الزام میں ماشر عتابت اللہ اور دیگر بے گناہ افراد کی گرفتاری بھی افسوسناک ہے اور ہم مسکی اقلیت کے نہ بھی پیشواؤں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ کسی گستاخ رسول کی حمایت کر کے اپنی پوزیشن خراب نہ کریں اور نہ بے گناہ افراد کی گرفتاری کے لیے اپنی ملاحتیں شائع کریں۔ اگر مسکی راہ نہا چاہیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ رتہ دو تھڑ توہین رسالت کیس اور منظور صحیح کیس کی انگوڑی کے لیے ہائجورٹ کے چج کی سربراہی میں کمیش قائم کیا جائے، جس میں تحفظ ناموس رسالت ایکشن کمیٹی کے نمائندے اور مسکی نہ بھی راہ نہا بھی شامل ہوں اور یہ کمیش دونوں کیسوں کے پارے میں تحقیقات کر کے حقائق کی ثابتی کرے ہاکر اصل حالات پاکستانی عوام اور عالمی رائے عامہ کے سامنے واضح ہو سکیں۔

ان گزارشات کے ساتھ میں حکومت پاکستان سے مطابق کرتا ہوں کہ (۱) انسانی حقوق کے نام نہاد اور یکطرفہ مغربی قلفہ کو مسترد کرنے کا اعلان کیا جائے، (۲) پاکستان کو ایئی طاقت بنائے کا دو نوک اعلان کیا جائے، (۳) گستاخ رسول کے لیے موت کی سزا کا قانون تبدیل کرنے کا فیصلہ واپس لیا جائے اور (۴) منظور صحیح قتل کیس میں گرفتار بے گناہ ماشر عتابت اللہ اور ان کے رفتہ کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

آہ! مولانا نور محمد آف ملووالی، پیر بشیر احمد گلیالی، مولانا عبد الرؤوف جتوی

○ گزشت دونوں حضرت مولانا نور محمد ملووالی کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم بزرگ علماء میں سے تھے، تو نے برس سے زیادہ عمر تھی، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری کے خالدہ میں سے تھے۔ ملووالی طیب انک میں طویل عمر تک تدریسی خدمات سر انجام دیتے رہے اور ان کے متعدد شاگرد مختلف علاقوں میں رہنی خدمات میں معروف ہیں۔

○ سیالکوٹ کی بزرگ شخصیت پیر سید بشیر احمد گلیالی رحلت فرمائے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم دینی تحریکات میں بیش پیش پیش رہے اور نہ بھی جماعتوں کی بیش سرپرستی کرتے رہے ہیں۔

○ عالی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبد الرؤوف جتوی کا بھی انتقال ہو گیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون مردم انتالی پر جوش مقرر اور انتخاب کارکن تھے۔ اللہ تعالیٰ مردوں میں کو بوار رحمت میں جگہ دیں اور پساذگان کو میر جبیل کی توفیق سے نوازیں سینے۔



رسول اللہؐ کی محبت، ایمان کا اولین تقاضا

مومن کے صاف اور شفاف دل میں سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر خالق کائنات، منعم حقیقی اور رب ذوالجلال کی محبت ہوتی ہے۔ اس کے دل کے اس خانہ میں کسی اور کی محبت کے لیے مطلقاً کوئی جگہ اور گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

والذين امنوا اشد حبا لله الا يد (سورہ بقرہ)

”اور وہ لوگ جو ایمان لائے ان کی سب سے بڑھ کر محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہے۔“

اس کے بعد مومن کے دل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کرے سمندر کی موجوں کی طرف تھا خیس مارتی ہے اور اس محبت کے مقابلہ میں مخلوق میں سے کسی بھی فرد کی محبت اور عقیدت کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور نہ مومن اس کو قتل التفات ہی سمجھتا ہے۔ یہ محبت شخص عشق و عقیدت کے درجے کی نہیں، بلکہ تصدیق و اذعان اور پختہ عقیدہ کی آخری حد ہے اور مدار ایمان اور پाउٹ نجات ہے۔ اس محبت کا ظاہری طور پر انعام آپ کی صحیح فرمائی داری اور اطاعت سے ہوتا ہے اور جس درجہ کی محبت دل میں موجود ہوتی ہے، اسی انداز کی اطاعت کا محب سے صدور ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوافق ۳۹۳) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”تم میں سے کوئی ایک شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اور اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“ (بخاری جلد ۱، ص ۷ و مسلم جلد ۱، ص ۲۹)



اس صحیح حدیث شریف میں جناب نبی کرم مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مومن ہونے کے لئے ایک بنیادی شرط اور واضح علامت بیان فرمائی ہے کہ وہ آپ کی ذات گرامی سے مل، باپ، اہل و عیال اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبت کرے۔ اگر معاذ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں تو وہ مومن نہیں ہو سکتا۔

یہ دو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۷۵ھ) کی روایت میں ہے کہ آنحضرت مصلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی ایک شخص بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ہاتھ میں اس کے ماں باپ اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤ۔“ (بخاری جلد ۱، ص ۷)

آنحضرت مصلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قسم اخھائے بغیر بھی بالکل صحیح ہے، مگر آپ نے یہ مضمون اور حکم موکد کرنے کے لئے قسم سے بیان فرمایا ہے۔

یہ دو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۶۲۳ھ) کی روایت میں ہے:

”حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے ساتھ تھے اور آپ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ حضرت آپ مجھے اپنے نس کے بغیر ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر آنحضرت مصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم، جس کے بقدر میں میری جان ہے، اس وقت تک ایمان حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں تمہرے نس سے بھی زیادہ تجھے محبوب نہ ہو جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب آپ مجھے میرے نس سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ آنحضرت مصلی اللہ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا، ہاں عمر اب بات بن گئی۔“ (بخاری شریف جلد ۲، ص ۹۸۱)

لام نووی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۶۷۶ھ) یہ دو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی شرح میں محدث ابن بطل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

” بلاشبہ جس نے دین کو مکمل کر لیا تو وہ یہ جانتا ہے کہ آنحضرت مصلی اللہ علیہ



وسلم کا حق اپنے ماں باپ، اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ سوکد ہے، کیوں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی بدولت دوزخ سے بچے اور ہم نے آپ ہی کی وجہ سے گمراہی سے ہدایت حاصل کی۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۳۹)

مومن کی نگاہ میں اللہ بارک و تعالیٰ کے غضب، اس کی ناراضگی اور آتش دوزخ سے بچنے اور گمراہی کے گڑھ سے نکل کر راہ ہدایت پر آجائے سے بڑھ کر اور کیا خوشی اور کامیابی ہو سکتی ہے؟ بلاشبہ ماں باپ اور اولاد سے بسا اوقات بڑے بڑے فوائد و منافع حاصل ہوتے ہیں لیکن گمراہی کے عین اور گھرے کنوئیں سے نکل کر ہدایت کے سر بزرو شواب چین میں آ جانا اور ہیثہ ہیثہ کے لیے جنم کی آگ اور گوناگوں عذاب سے بچ جانا بہت بڑی سعادت اور اعلیٰ ترین کامیابی ہے اور یہ امت مسلمہ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک و سلم کی کوشش اور آپ ہی کی سعی سے حاصل ہوئی ہے۔ جب اتنی بڑی دولت آپ کے طفیل سے حاصل ہوئی ہے تو شرعی لحاظ سے تو ضروری ہے ہی، فطری طور پر بھی آپ سے محبت بہت ضروری ہے۔ اور یہ محبت تمام اعزہ و اقارب سے بڑھ کر آپ سے وابستہ ہوئی لازم ہے اور یہ محبت ایمان کی اصل الاصول بھی ہے اور مدار بھی۔ مخلوق میں باقی سب کا حق اس کے بعد ہے، مقدم صرف آپ ہی کا حق ہے، صلی اللہ علیہ و بارک و سلم۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ہی جلیل القدر شارح حدیث علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

”ایمان کی حقیقت سوائے اس کے نکمل نہیں ہو سکتی اور ایمان اس کے بغیر صحیح نہیں ہو سکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کو اپنے ماں باپ اور اولاد اور محسن اور مہربان سب پر بلند کرنا محقق نہ ہو جائے اور جس شخص نے یہ اعتقاد نہ کیا اور اس کے علاوہ کچھ اور اعتقاد رکھا تو وہ مومن نہیں ہے۔“ (ایضاً ص ۳۹)

اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ماں باپ اور اعزہ و اقارب کے ساتھ محبت میں پالا وسطہ یا پالا وسطہ نفس اور جسم کا تعلق ہوتا ہے، لیکن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور لگاؤ، جسم اور روح دونوں کے ساتھ وابستہ ہے، جس کے نتیجہ میں جہاں مومن کا ہے



جمل بناتا ہے، وہاں آخرت کا ابدي جمال بھی صرف بنتا ہی نہیں بلکہ خوب اجاگر ہوتا ہے اور اسی پر موقوف ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مومن کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے جو نشاط و سرور اور وجد کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں وہ ظاہری حسن و جمال کے شیدائی کو کب حاصل ہو سکتی ہیں، جو انسانوں اور حیوانوں سے آگے نکل کر بستی ہوئی ندیوں اور لسماتے ہوئے مرغزاروں، چچماں ہوئی چڑیوں، کھلے ہوئے شفاقت و نیم شفاقت پھولوں، دادیوں کے نشیب و فراز، دامن کوہ کی ابھرتی ہوئی بلندیوں، اور ڈھلتی ہوئی پستیوں کی جمل تجیلوں میں خلاش کرتا ہے۔ اور اسی محبت کی وجد آفرین کیفیت کو دشمنان اسلام مسلمانوں کے حافظ سے مٹانا چاہتے ہیں، لیکن وہ بجائے مشتعل کے ہر دم تازہ سے تازہ ہو کر ابھرتی رہتی ہے۔ حق ہے۔

مجھے پستیوں کا گلہ نہیں کہ ملی ہیں ان سے بلندیاں میرے حق میں دونوں مفید ہیں کہ نشیب ہی سے فراز ہے

تو ہیں رسول کفر اور قابل گردن زدنی ہے

فتمائے اسلام نے نہایت وضاحت سے یہ بات کتابوں میں لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص و توہین اور سب و شرم اور مخدیب و عیب جوئی، صرخ طور پر کفر ہے۔ چنانچہ قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتنفی ۱۸۲ھ) لکھتے ہیں کہ:

”جس شخص یا نے بھی مسلمان ہو کر جتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا آپ کی مخدیب کی یا آپ پر کوئی عیب لگایا، آپ کی تنقیص کی تو باشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کافر ہے اور اس کی بیوی اس سے باسن اور جدا ہو جائے گی، سو اگر وہ توبہ کر لے تو فہما و رہ اس کو قتل کیا جائے گا۔“ (کتاب الخراج ص ۱۸۲)

اس سے بصرافت معلوم ہوا کہ جتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفع کو گالی دیا یا آپ کی مخدیب و عیب جوئی کرنا یا توہین و تنقیص کرنا خالص کفر ہے، جس سے اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

مشور مالکی امام قاضی عیاض بن موسی بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (المتنفی ۵۳۳ھ)

لکھتے ہیں کہ:

"حضرت امام محمد بن حنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنے والا اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کی دعید اس پر جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔" (الشفاء ج ۳، ص ۱۹۰ طبع مصر)
شیخ الاسلام ابن تیمیہ الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ:
"قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی جتاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے یا آپ کو عیب لگائے یا آپ کی ذات پاک، نسب یا دین یا آپ کی خصلتوں میں سے کسی خصلت میں کوئی عیب نکالے یا کسی بھی شخص کو آپ کے متعلق سب و تنقیص یا بغض یا عداوت کے طور پر کوئی شبہ پیدا ہوا تو وہ گالی ہی ہوگی اور ایسے شخص کا حکم وہی ہے جو گالی دیکھنے والے کا ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ (جس کا انتظام اسلامی حکومت کرے گی)"۔ (الصارم المسلط، ص ۵۲۸ طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

یہ تمام عبارات اپنے مفہوم اور معنوں کے اعتبار سے بالکل واضح ہیں، مزید کسی توضیح و تشریح کی محتاج نہیں ہیں۔

خلافت اسلامیہ کا احیا اور اس کے تقاضے

کے عنوان پر جمعیت اہل سنت کے زیر اہتمام و رلہ اسلام فورم کی ماہانہ نظری نشست منعقدہ ۱۵ جنوری ۱۹۹۳ء میں مولانا زاہد الرashدی کا تفصیل خطاب آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اوارة



درس حدیث
مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

سات چیزوں سے پناہ کی دعا

متن حدیث

عن ابیالیسر (رضی اللہ عنہ) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نی دعو
بہولاً^{۱۰} الکلم السبع: یقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَمِّ وَالْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ مَوْتَ فِي سَبِيلِكَ مَدْبِرًا وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لِدِينَا۔

(مسند احمد، طبع بیروت، ج: ۳، ص: ۲۸)

ترجمہ و تشریح

حضرت ابو یزد رضا بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سات کلمات
کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے:

- ۱- اللہم انى اعوذ بک من الهرم۔ اے اللہ! میں تمہی زات کے ساتھ انتہائی بڑھاپے
سے پناہ مانگتا ہوں۔ انسان عمر کے اس حصے میں بکھر جائے، جہاں چلتا پھرتا، کھانا پینا مشکل ہو
جائے حتیٰ کہ عقل بھی شکنے نہ رہے تو ایسی حالت سے پناہ مانگی گئی ہے۔
- ۲- وَاعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِ۔ اے اللہ! میں کسی اوپنی جگہ سے گر کر ہلاک ہونے سے
بھی تمہی پناہ پکڑتا ہوں۔ بعض اوقات انسان کسی پہاڑ کی چوٹی سے یا بلند عمارت سے گر پڑتا
ہے یا کسی دیگر حادثے کا مختار ہو کر موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اس سے بھی پناہ مانگی ہے۔



۳۔ وَاعُوذُ بِكَ مِنَ الْغُمَ۔ اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ غم سے پناہ چاہتا ہوں۔ کوئی غم لاحق ہو جائے تو دل و دماغ پر نہایت ضمی اثرات پڑتے ہیں اور انسان سخت پریش ہو جاتا ہے۔ ابن ماجہ شریف کی روایت میں آتا ہے: اللہ نصف المہرم یعنی غم آدھا بڑھا ہوتا ہے۔ غم دنیا کا بھی ہوتا ہے اور دین کا بھی۔ حضور علیہ السلام کو دین کا غم تھا، جس سے آپ پناہ مانگتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، مجھے سورۃ ہود، الشمس کو روت اور سورۃ زیارت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ آپ کو دین کی اس قدر فکر تھی۔

۴۔ وَالْفَرقَ۔ اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پانی میں ڈوب کر مرنے سے پناہ چاہتا ہوں۔ یہ بھی خادھاتی موت ہے جس کو پسند نہیں کیا گیا۔ والحرق اور آگ میں جل کر مرنے سے بھی پناہ چاہتا ہوں۔ یہ بھی بڑی تکلیف وہ موت ہے۔ اللہ اس سے بچائے۔

۵۔ وَاعُوذُ بِكَ أَن يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ۔ اور اس چیز سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ موت کے وقت مجھے شیطان مخبوط الخواس بنا دے اور انسان ایمان کی دولت سے محروم ہو جائے۔ شیطان ہر انسان پر اس کے آخری وقت تک حملہ آور ہوتا رہتا ہے مگر اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈال لے، لہذا حضور علیہ السلام نے اس چیز سے بھی پناہ مانگی ہے۔

۶۔ وَاعُوذُ بِكَ أَنَّ الْمَوْتَ فِي سَبِيلِكَ مَدْبِراً۔ اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ اس بات سے بھی پناہ چاہتا ہوں کہ میں تیرے راستے میں پشت پھیرنے والا بنوں۔ جب دشمن سے میدان جنگ میں مقابلہ ہو رہا ہو تو اس وقت پیغمبیر کر بھاگنا سخت معیوب ہے کہ اس سے دوسروں کی بھی حوصلہ ٹھنی ہوتی ہے۔ قرآن میں اللہ کا فرمان ہے کہ جہلو میں اگر دشمنوں کی تعداد اہل ایمان سے دگنی بھی ہو تو انہیں ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے اور ہمیزی نہیں دھکھلی چاہیے۔ ہاں اگر دشمن کی تعداد دو گناہ سے بھی زیادہ ہو تو پھر مقابلے میں نہ آنے کی اجازت ہے۔

۷۔ وَاعُوذُ بِكَ أَنَّ الْمَوْتَ لِدِينَا۔ اے اللہ! کسی کیڑے کوڑے کے کاشنے سے مرنے سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔ بعض اوقات سانپ، بچھو وغیرہ کاٹ جاتے ہیں جس سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس حرم کی اچانک موت سے پہلے انسان نہ کوئی کلام کر سکتا ہے، نہ دیست کر سکتا ہے، علاج معالجہ بھی بت مشکل ہوتا ہے، لہذا ایسی موت سے بھی پناہ طلب کی گئی ہے۔



گستاخ رسول کے لیے سزاۓ موت اور باسل

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس ہی سے اہل اسلام میں گستاخ رسول کے لیے سزاۓ موت مقرر ہے۔ فقہ و حدیث کی کتابوں میں اس قانون کی وضاحت کے علاوہ علماء کرام نے اس موضوع پر مستقل کتب بھی رقم فرمائی ہیں، جن میں علامہ ابن تیمیہ کی "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" علامہ تقی الدین السبئی کی "السیف المسلول علی من سب الرسول" اور علامہ ابن عابدین شاہی کی "تنبیہۃ الولاة و احکام علی احکام شاتم خیر الامان او احادیث اصحابہ الکرام" اہل علم میں معروف و متداول ہیں۔ اس لیے شاتم رسول کے لیے سزاۓ موت کے اثبات کے لیے ہمیں قرآن و حدیث کی روشنی میں مضمون مرتب کرنے کی چدائی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ کچھ عرصہ سے مسکی حضرات کی طرف سے اس سزا کے خلاف مسلسل احتجاج و ہنگامہ جاری ہے، اس لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ شاتم رسول کے لیے سزاۓ موت کا اثبات باسل مقدس سے کر کے مسکی حضرات کے سامنے رکھا جائے تاکہ وہ اپنا بلا وجہ احتجاج و ہنگامہ بند کریں۔

انجیل میں سیخیوں کو حکومتی قوانین اور فیصلوں کی مخالفت سے باز رکھنے کے لیے ہے سخت الفاظ میں وعد مرقوم ہے:

"هر شخص اعلیٰ حکومتوں کا تابعدار رہے کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو خدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں موجود ہیں خدا کی طرف سے مقرر ہیں، پس جو کوئی حکومت کا سامنا کرتا ہے وہ خدا کے انتظام کا مخالف ہے اور جو مخالف ہیں وہ سزا پائیں گے" (رومیوں ۱:۲۳ و ۲:۱۳ - پطرس ۱:۲۲)

مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ پاکستانی مسکی انجیل جیل کی تعلیمات کو بھول کر



تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے خلاف بولتے تھکتے نہیں، بلکہ اکثر اوقات قانون ہنی کے مرعکب بھی ہوتے ہیں۔ مسیحی حضرات نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی یعنی "گستاخ رسول کیلئے سزاۓ موت" کو ختم کرنے کے لیے ایڈی چونی کا زور لگا دیا ہے (دیکھیے مسیحی پندرہ روزہ شاداب لاہور نومبر ۱۹۹۳ء) حالانکہ باسل مقدس سے نہ صرف شامم رسول کے لیے بلکہ رسول کے علاوہ دوسری مقدس ہستیوں کے گستاخ کے لیے بھی موت کی سزا ثابت ہے، ایسے میں مسیحیوں کا اس قانون کی مخالفت کرنا باسل کی مخالفت کے متراود ہے۔

کاہن و قاضی کے گستاخ کی سزا موت

باسل کی کتاب استثنائیں ہے:

"اگر کوئی شخص گستاخی سے پیش آئے کہ اس کاہن کی بات جو خداوند تیرے خدا کے حضور خدمت کے لیے کھڑا رہتا ہے یا اس قاضی کا کمانہ سے تو وہ شخص مار ڈالا جائے اور تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دور کر دینا اور سب لوگ سن کر ڈر جائیں گے اور پھر گستاخی سے پیش نہیں آئیں گے" (استثناء ۱۲ و ۱۳)

اگر حاکم و قاضی و کاہن کی شان میں گستاخی کی سزا موت ہے تو نبی، جو کہ لاکھوں کاہنوں اور قانیوں سے افضل ترین ہوتا ہے، کی شان میں گستاخی کرنے والا کیوں کفر نجٹ کتا ہے۔ اور گستاخان رسالت کی پشت پناہی کرنے والے امرا سے متعلق باسل میں ہے:

"ان کے امرا اپنی زبان کی گستاخی کے سبب سے = تبغ ہو گئے" (ہوسیج ۷: ۱۶)

"حکومت کو ناقچیز جانتے ہیں وہ گستاخ اور خود رای ہیں اور عزت داروں پر ہن طعن کرنے سے نہیں ڈرتے ۔۔۔ یہ لوگ بے عقل جانوروں کی مانند ہیں جو کچڑے جانے اور بلاک ہونے کے لیے حیوان مطلق پیدا ہوئے ہیں" (۲- پرس ۱۰: ۲ تا ۱۲، ۲: ۲)

توریت کے گستاخ کی سزا موت

پوری قوم نبی اسرائیل کے پاس توریت کا صرف ایک ہی نسخہ تھا۔ توریت ہر سات



بُرس بعد عوام کو صرف ایک بار عید خیام کے روز پڑھ کر سنائی جاتی تھی (استثناء ۹۳: ۲۱) اس کے علاوہ تورت کا وہی واحد نسخہ ہیشہ ایک لکڑی کے صندوق میں رکھا رہتا تھا۔ اس صندوق کو عہد کا صندوق کہا جاتا تھا (خرج ۲۵: ۱۰ تا ۲۲) کوئی شخص اگر بھول کر اس صندوق کو ہاتھ لگاتا تو اسے صندوق کی شان میں گستاخی سمجھ کر ہاتھ لگانے والے کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ صندوق میں شخص جھاٹک لینے کی گستاخی پر بیت مس کے پچاس ہزار روپ آمیزوں کو موت کے گھاث اتار دیا گیا۔

ایک دفعہ مذکورہ بالا صندوق کو بیل کاڑی پر لاو کر لے جایا جا رہا تھا، بیل کاڑی کو عزہ ہاٹک رہا تھا کہ اچاک بیلوں نے ٹھوکر کھائی تو غیر ارادی طور پر عزہ کا ہاتھ مذکورہ صندوق کو لگ گیا، پھر کیا تھا، اسے عزہ کی طرف سے صندوق کی شان میں گستاخی قرار دے کر مار دیا گیا (۲۔ سوئیل ۶: ۲ تا ۸) صندوق مذکورہ کی مزید ہلاکت خیروں جانے کے لیے ملاحظہ ہوا۔ سوئیل ۵: ۲۶ تا ۲۷۔

والدین کے گستاخ کی سزا موت

بائبل کے مطابق تو والدین کے گستاخ کی سزا بھی موت ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"جو باپ یا ماں کو برآ کے وہ ضرور جان سے مارا جائے" (انجیل متی ۱۵: ۴)

میں سیکی حضرات سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ لوگ انبیائے بائبل کو اپنے باپ سے بھی کتر سمجھتے ہیں؟ حالانکہ مج تو یہ ہے کہ اس فونف کا ایمان ہرگز قابل قبول نہیں جو والدین سے بھی زیادہ اپنے نبی کو عزیز نہ رکھتا ہو، جیسا کہ یوسع مسیح نے فرمایا تھا: "جو کوئی باپ یا ماں کو مجھ سے عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں" (متی ۱۰: ۳۷ اور لوقا ۱: ۳۹ و ۲۳)۔

صحیح بخاری میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بے روایت ہے کہ سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اس کی قسم جس کے قبضہ میری جان ہے، تم میں سے اس وقت تک کوئی بھی پورا ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے بیٹے اور اس کے باپ سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں" (مشارق الانوار مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۸۶ء) مطابق

مسکی بھائیو! اگر ماں باپ کے گستاخ کی سزا قتل ہے تو پھر اس عظیم الشان نبی کی شان مبارک میں گستاخی کرنوا لے کو کیوں قتل نہ کیا جائے؟

گستاخ رسول کی سزا موت

حضرت داؤد علیہ السلام کا نبی اللہ ہونا انجیل سے ثابت ہے (عبرا نبیوں ۳۲: ۳۲) معن کے رہنے والے نبیل نبی ایک شخص نے حضرت داؤد کے متعلق گستاخانہ الفاظ ادا کیے کہ ”داوود کون ہے اور لیسی کا بیٹا کون ہے؟“ اس کی خبر جب داؤد نبی کو ہوئی تو زبان نبوت سے شامِ رسول کے لیے قتل کے احکامات یوں صادر ہوئے:

”تب داؤد نے اپنے لوگوں سے کہا اپنی تکوار باندھ لو، سو ہر ایک نے اپنی تکوار باندھی اور داؤد نے بھی اپنی تکوار حاصل کی۔ سو قرباً“ چار سو جوان داؤد کے پیچھے چلے۔ (ا۔ سوئیں ۲۲۴۵ تا ۲۲۴۶)

کسی طرح گستاخ رسول نبیل کی یوں انجیل کو خبر ہو گئی کہ اس کا شوہر گستاخ رسول ثابت ہوا ہے اور زبان نبوت سے اس کے لیے سزاۓ موت کا حکم صادر ہوا ہے تو اس عورت نے بتتی منت ساجدت کر کے حضرت داؤد کو نبیل کے قتل سے روک لیا، لیکن خدا نے نبیل کو دس دن کے اندر اندر مار دیا کیونکہ خدا کو ایک شامِ رسول کی زندگی ہرگز گوارہ نہیں۔ (ا۔ سوئیں ۲۲۴۵ تا ۲۲۴۶)

قارئین کرام ملاحظ فرمائیے ہیں کہ بائبل مقدس کے مطابق ماں باپ کا گستاخ واجب القتل ہے (خروج ۲۲: ۲۱، متی ۲۵: ۴۵، مرقس ۷: ۴۰)، حاکم اور قاضی اور کاہن کا گستاخ بھی نہ تفع ہونا چاہیے (استثناء ۲: ۲۳ و ۲: ۲۴، ہوسیع ۷: ۲۲، پطرس ۲: ۲، یو ایل ۲: ۲۰) اور اللہ کے رسول کے گستاخ کی سزا بھی قتل ہے (ا۔ سوئیں ۲۲۵: جد ۲ تا ۳۸) جبکہ رسول عربی کی شان پر کروڑوں سلاطین قاضی و کاہن اور والدین قربان کیے جاسکتے ہیں۔

”کلام حق“ کا کلام حق

اس ضمن میں معروف مسکی جریدہ ”کلام حق“ کا یہ بیان مسکی حضرات کی انصاف



اور دیانت کی طرف را ہنائی کرتا ہے:

"ہم سمجھی قوم تحریرات پاکستان دفعہ ۲۹۵- ۲۹۶، یعنی گستاخ رسول" کے مخالف نہیں۔ ہم صرف یہ درخواست کرتے ہیں کہ جو سمجھی اس الزام کے تحت پابند سلاسل ہیں یا آئندہ ہوں گے، ان کے لیے ایک خصوصی عدالتی کمیشن بنایا جائے جس کا سربراہ ہائی کورٹ کا بچ ہو۔ مسلمان اور سمجھی قوی یا صوبائی نمائندے، مقامی انتظامیہ اور دونوں پاریاں مل کر غیر جانبدار تحقیقات کریں اور اگر ملزم واقع مجرم ہو تو اس کو قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ بصورت دیگر رہا کیا جائے" (ہدایتہ کلام حنفی گوجرانوالہ، مارچ ۱۹۹۳ء، صفحہ ۱۳)

وہیں شی میں "سمجھی مجلس مکالمہ میں المذاہب" کے شعبہ امور اسلامی کے سربراہ تحامس مائیکل نے کہا ہے کہ اسلام کو دہشت گردی کے حوالہ سے بدنام کرنا ایک غلط عمل ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اس طرح کے ازامات سے دنیا میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے تعلقات خراب ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کلیسا لوگوں کو یہ بات سمجھائے گی کہ "اسلامی دہشت گردی" نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ ماضی میں عیسائیوں کی طرف سے کی جانے والی دہشت گردانہ کارروائیوں کو سمجھی دہشت گردی کا نام نہیں دیا گیا تھا، اسی طرح ہمیں مسلمانوں کی جانب سے کی جانے والی پر تشدد کارروائیوں کو اسلامی دہشت گردی کا نام نہیں دینا چاہیے۔ سمجھی نہیں رہنا نے کہا کہ بعض لوگ غلطی سے اس خیال کی اشاعت کر رہے ہیں کہ اسلام ہمارا نیا دشمن ہے۔ ہمیں اس غلط فہمی کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ ہمیں پاپنگ دل یا کتنا چاہیے کہ اسلام ایک اعلیٰ اخلاقی زندگی کی دعوت دینے والا مذہب ہے۔ سمجھی رہنا نے کہا کہ دوسرے مذاہب کی طرح اسلام کو بھی غلط طور پر تشدد آمیز کارروائیوں کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ ہندو، ہندو مت کو استعمال کر رہے ہیں۔ اور اس سے پہلے صلیبی جنگوں میں سمجھی بھی یہی کچھ کر چکے ہیں"

(مشکلیہ "العالم الاسلامی" مکمل سری، ۲۱ فروری ۱۹۹۳ء، ۲۱ رمضان ۱۴۱۴ھ)

فتہ قاریانیت کے سیاسی احصاب پر پہلی معرکہ الار آکتاب

کاریانیت کا سیاسی تجزیہ (جلد اول)

سننی خیز اکشافات ○ تاریخی دستاویزات ○ حقائق و شواہد

تحریر و ترتیب: صاحبزادہ طارق محمود

کمپیوٹر کتابت، اعلیٰ طباعت ○ صفحات: ۹۷۶، قیمت: ۳۰۰ روپے

شائع کردہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملکان

فون: ۳۰۹۷۸

معالم العرفان کے نام سے تفسیری دروس کے مقبول عام سلسلہ
کے بعد اب احادیث کے دروس کا مجموعہ

دروس الحدیث (جلد اول)

(مسند احمد کی ۲۰۰ احادیث کا ترجمہ و تشریح)

شائع ہو چکا ہے۔

اقادات: مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

مرتب: الحاج لعل دین، ایم اے

عمرہ کتابت و طباعت، مضبوط جلد ○ صفحات: ۳۳۲، قیمت: ۷۵ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ دروس القرآن، محلہ فاروق گنج، گوجرانوالہ

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ



مغربی فلسفہ کی یلغار اور دینی صحافت کی ذمہ داریاں

۱۹۔ ۲۰ اپریل ۱۹۸۲ء کو مارگکہ موٹل اسلام آباد میں دعوه اکیڈمی میں الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی طرف سے "اکیسویں صدی کا پنجیج اور دینی صحافت" کے عنوان سے دو روزہ سینیار منعقد ہوا، جس میں مختلف مذہبی مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے سرگردہ مدیران جرائد نے شرکت کی۔ ۱۹۔ اپریل کو سینیار کے دوسرے اجلاس میں مولانا زاہد الرشیدی نے مندرجہ ذیل مقالہ پیش کیا۔ اس نشست کی صدارت ادارہ تحقیقات اسلامی کے ڈائریکٹر محترم ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے کی۔ دو روزہ سینیار کی کارروائی کی مجموعی رپورٹ الشریف کے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

مغرب کا ماڈی فلسفہ حیات، جو سولائزشن، انسانی حقوق، جمیوریت اور آزادی کے پر فریب نہوں کے ساتھ آج دنیا کے ایک بڑے حصے پر اپنی بالادستی کا پرچم اٹھائے ہوئے ہے، انسانی معاشرہ کے لیے کوئی نیا فلسفہ نہیں ہے، بلکہ نسل انسانی کے آغاز سے چلے آئے والے اسی فلسفہ حیات کی ترقی یافت ہتل ہے، جسے قرآن کریم نے "ان يتبغون الا لظن لِمَا تَهْوَى الْأَنفُس" سے تعبیر کیا ہے اور جو وحی الہی اور علم یقینی کے بجائے انسانی خواہشات و مغلقات اور عقل و شعور کے حوالے سے نسل انسانی کی راہ نہالی کا دعویدار ہے۔

انسانی معاشرہ میں آج تک جتنے قوانین، ضابطوں اور اصولوں کی حکمرانی رہی ہے، وہ خیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم ہیں: ایک حصہ ان اصولوں اور قوانین و ضوابط پر مشتمل ہے جن کی تکمیل خود انسانی ذہن کی ہے اور مخصوصی آمربیت، یاد شاہست، طبقاتی حکمرانی اور تنازعی ڈائریکٹر شپ کے مراحل سے گزرتے ہوئے انسانی ذہن آج سولائزشن اور جمیوریت کے



ہم سے ارتقا کی آخری منزل سے ہمکنار ہو چکا ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ اس نظام حیات کے تدریجی مراحل سے عبارت ہے جس کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے اور جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر مختلف مراحل طے کرتا ہوا جتاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی پر مکمل ہو گیا ہے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ نظام حیات قرآن و سنت اور خلافت راشدہ کی صورت میں موجود ہے۔

مغرب کا دانش در دنیا کو یہ نوید دے رہا ہے کہ انسانی معاشرہ کی فلاح و بہبود کے لیے انسانی ذہن جو کچھ سوچ سکتا تھا، سوچ چکا ہے اور اس کی کاؤشوں کی معراج آج کے مغرب معاشرہ کی شکل میں دنیا کے سامنے ہے، اب اس سے آگے بڑھنا انسانی ذہن کے بس میں نہیں ہے۔ اس لیے اس سے بہتر کسی نظام حیات کی توقع انسانی ذہن سے نہیں کرنی چاہیے۔ مغرب دانش در کا یہ کہنا بالکل درست ہے، لیکن درست ہونے کے باوجود نامکمل ہے، کیونکہ مغرب دانش در کے سامنے صرف انسانی ذہن کی کاؤشوں ہیں اور وحی الٰہی کے تدریجی مراحل یا تو اس کی نظروں سے او جمل ہیں، یا اس نے جان بوجھ کر اس حقیقت سے گزیر اختیار کر رکھا ہے۔ جبکہ حالات کی اصل تصویر یوں ہے کہ ایک طرف انسانی ذہن کے تکمیل کردہ نظام ہائے حیات ہیں، جن کی آخری اور ترقی یافتہ شکل مغربی معاشرہ کی صورت میں دنیا کے ایک بڑے حصے پر تسلط جائے ہوئے ہے اور دوسری طرف وحی الٰہی کا پیش کردہ نظام حیات ہے، جس کا مکمل نمونہ خلافت راشدہ کی صورت میں انسانی تاریخ کا ایک ناقابل فراموش حصہ ہے۔ اور اب یہ دونوں نظام ہائے حیات اپنی کلکش کے ایک فیصلہ کن دور میں داخل ہوئے، والے ہیں، جس کی تیاریوں اور رسائل کے مناظر اس وقت بھی دنیا کے مختلف حصوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

مغرب کا فلسفہ حیات اس فکر میں ہے کہ اس نے گزشتہ دو صدیوں کے دوران میں انسانی معاشرہ پر جو تسلط قائم کیا ہے وہ کمزور نہ ہونے پائے، بلکہ اس کے دائرے میں وسعت پیدا ہو جبکہ وحی الٰہی کی بنیاد پر تکمیل پانے والا نظام حیات دنیا بھر کے اہل دین کی خواہشات اور آرزوؤں کی گمراہیوں سے ابھر کر سطح ارض پر جلوہ نمائی کے لیے بے تاب ہے اور کھلی آنکھیں رکھنے والے دور افق پر طلوع سحر کے آثار دیکھ رہے ہیں۔

مغربی فلسفہ حیات، جو خود کو سیکور ایزم، جمہوریت، سولائزیشن، آزادی اور انسانی حقوق



کے دلکش لیبل سے مزین کیے ہوئے ہے، انسانی زندگی کے ساتھ وہی الہی کے ایسے تعلق کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے، جو انسانی معاشرہ کے کسی بھی اجتماعی دائرہ کے لیے حدود کار کا تعین کرتا ہو اور وہ زندگی کے اجتماعی امور کے حوالہ سے انسانی عقل ہی کو آخری اور فیصلہ کن اخخاری قرار دے کر اجتماعی عقل کی خدائی کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ یہ فلسفہ دراصل اس یورپ کا فلسفہ ہے جس نے کلیسا، باشہست اور جاگیرداری کے مشترکہ مظالم کی پہلی میں صدیوں تک پتے رہنے کے بعد اس گھنے جوڑ کے خلاف بغاوت کی اور باشہست اور جاگیرداری کے حق میں کلیسا اور پادریوں کے جانبدارانہ اور ظالمانہ کردار سے تنفس اور دل برداشت ہو کر رو عمل کے طور پر نہ ہب اور وہی الہی کی راہ نمائی سے ہی انکار کر بیٹھا۔

آج دنیا کے پانچ آباد برا غلموں میں سے تین برا غلموں یعنی امریکہ، یورپ اور آسٹریلیا پر اس فلسفہ کی حکمرانی ہے، جبکہ ایشیا اور افریقہ میں تسلط قائم کرنے کے لیے اس کے پیروکار مسلسل باقاعدہ پاؤں مار رہے ہیں۔ اس کا پس منظر کچھ ہوں ہے کہ یورپ کے باشندوں نے کولمبس اور واسکوڈی گاما کی صورت میں دنیا کے دوسرے برا غلموں میں آباد اور داخل ہونے کے لیے جس ممکن کا آغاز کیا تھا، اس کے نتیجے میں امریکہ اور آسٹریلیا میں یورپی آباد کار ممالکی آبادیوں کو پیچھے دھکیل کر اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ آج ان دو برا غلموں پر یورپی آباد کار ہی حکمران ہیں، جبکہ اصل اور قدیمی آبادی کا ان ممالک کے اجتماعی نظام کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں ہے۔ مگر افریقہ اور ایشیا نے یورپی آباد کاروں کو واپس جانے پر مجبور کر دیا، جس کی وجہ سے یورپیں حکمرانوں کو ان برا غلموں نیں اپنے مغادرات کی خفاظت اور یورپی فلسفہ کی حکمرانی کے لیے ایک درمیانی نسل جنم دہن پڑی جو افریقہ اور ایشیا کے ممالک پر اس وقت حکمران ہے اور مغربی آقواؤں کی خواہشات و ہدایات اور اپنے ممالک کے عوام کے مغادرات و نظریات کے درمیان سینڈ وچ بن کر رہ گئی ہے۔ آج ہمارا اصل الیہ یہی حکمران طبقے ہیں، جو جسمانی اعتبار سے ایشیائی اور افریقی ہیں مگر ذہن، سوچ اور تربیت کے لحاظ سے یورپیں ہیں اور ان کے ذریعے سے افریقہ اور ایشیا کے عوام سے یورپیں آباد کاروں کو قبول نہ کرنے کا اختقام لیا جا رہا ہے۔

عالیٰ تنافر سے ہٹ کر وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حوالہ سے اس سکھش کا جائزہ لیا جائے تو واقعات کی ترتیب کچھ یوں بنتی ہے کہ بر صغر پاک و ہند و بھلہ دیش پر



برطانوی تسلط کے خلاف جنگ آزادی میں مسلمانوں نے فیصلہ کرن کروار ادا کیا اور جنگ آزادی کے آخری مراحل میں اسلامی فلسفہ حیات کی حکمرانی کے لیے پاکستان کے نام سے الگ ملک کا مطالبہ کر کے تقسیم ہند کی راہ ہموار کی۔ اس طرح دنیا کے نقشہ پر ”پاکستان“ کا وجود نمودار ہو گیا، لیکن پاکستان کے قیام کے بعد اس وطن عزیز میں اسلامی فلسفہ حیات کی حکمرانی قائم کرنے کے بجائے مغربی فلسفہ کو ہی منزل قرار دے لیا گیا اور ملک میں مغربی جمہوریت اور سولائزیشن کی حکمرانی یا قرآن و سنت کی بالادستی کے لیے ایک طویل سکھناش کا آغاز ہو گیا۔ اس سکھناش میں ایک طرف برطانوی حکمرانوں کی پیدا کردہ حکمرانوں کی دوغنی نسل ہے جو اپنی ہی طرح کا نظام پاکستان پر مسلط رکھنا چاہتی ہے اور اس کی پشت پر پورا مغرب اپنے تمام ترسائیں اور توائیں کے ساتھ کھڑا ہے، جبکہ دوسرا طرف وہ نظریاتی حلقت اور کارکن ہیں جو جنگ آزادی اور قیام پاکستان کے اصل مقاصد کو نگاہوں سے او جھل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، اور جمہوریت، سیکور ازم، سولائزیشن، انسانی حقوق اور آزادی کے حوالہ سے پیش کیے جانے والے مغربی فلسفہ کو مسترد کرتے ہوئے قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

مغربی فلسفہ آج ہمارے معاشرہ میں کس حد تک دخیل ہے؟ اور اس کے پیروکار اسلامی فلسفہ حیات کو اجتماعی نظام سے بے دخل کرنے کے لیے کن کن مورچوں سے ہم پر حملہ آور ہیں؟ اس کے عملی نقشہ پر ایک نظر ڈال لیتا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے واقعات کی ایک ترتیب پیش خدمت کی جاری ہے، جس سے اس نقشہ کو سمجھنے میں مدد ملتے گی۔

○ پاکستان کے دینی حلقوں کی جدوجہد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی حکیمت مظلفہ کا اعلان کرنے والی قرار داد مقاصد، اسلام کو سرکاری نہ ہب قرار دینے کی وفہ اور تمام قوانین کو قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھانٹنے کی ضمانت و ستور پاکستان میں شامل ہے، لیکن ان کے باوجود نو آبادیاتی نظام ملک میں تسلسل کے ساتھ موجود ہے اور اسے نہ صرف آئینی تحفظ حاصل ہے بلکہ جب بھی اس نظام کے کسی بنیادی حصہ کو اپنی جگہ سے بدلانے کی کوشش ہوتی ہے، پورا اجتماعی نظام اس کی حفاظت کے لیے مستعد ہو جاتا ہے۔

○ ۱۹۸۷ء میں امریکہ نے پاکستان کی فوجی و اقتصادی امداد کے لیے جو



شرائط پیش کیں اور جن کے پورا نہ ہونے کے باعث یہ امداد بدستور بند چلی آ رہی ہے، ان میں ائمہ پر گرام ختم کرنے اور منشیات کو کثروں کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کے منافی قوانین نافذ نہ کرنے، اقلیتوں کے بارے میں امتیازی قوانین ختم کرنے اور قادریوں کے جداگانہ تشخض کے لیے کیے گئے اقدامات کو روک بیک کرنا بھی شامل ہے۔ انسانی حقوق کے منافی قوانین سے مراد مغرب کی نظر میں تنگار کرنے، ہاتھ کائیں، کوڑے لگانے اور مجرم کو کھلے بندوں سزا دینے کے قرآنی احکام ہیں، جس کی قانونی تشرع کی ایک جملہ ہم پاکستان کی عدالت عظیمی میں گزشتہ دو سال کے دوران میں ہونے والی اس بحث کے حوالہ سے دیکھے چکے ہیں کہ مجرم کو کھلے بندوں سزا دنا انسانی حقوق کے منافی ہے۔ اسی طرح اقلیتوں کے بارے میں امتیازی قوانین سے مراد جداگانہ ایکشن کا قانون ہے، جسے ختم کرنے کے لیے مغربی لایبیاں اس وقت اپنا پورا زور صرف کر رہی ہیں۔

○ قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لا قرار دینے کے لیے "شريعۃ بل" کے عنوان سے ملک گیر تحریک چلی۔ اس کے لیے تمام مکاتب ٹکر نے مشترکہ مہم کا اہتمام کیا، سینٹ آف پاکستان نے ایک مرحلہ پر اسے منظور بھی کر لیا، لیکن قوی اسلحی میں منظوری کے فعلہ کن مرحلہ میں اس کا کیا حشر ہوا؟ یہ اسلامائزیشن کی تاریخ کا ایک دل خراش باب ہے۔ قرآن و سنت کی بالادستی کو سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچے کے متاثر نہ ہونے کی شرط کے ساتھ مشروط کر کے مغربی فلسفہ کی جے کا اعلان کر دیا گیا اور پاکستان میں معین امریکی سفير نے اس پر کھلے بندوں اطمینان کا اطمینان کر کے ان زیر نہیں کمانیوں پر منز تصدیق ثبت کر دی جو شريعۃ بل کو سیوتاڑ کرنے کے حوالہ سے امریکی سفارت خانہ کی درون خانہ سرگرمیوں کی نشاندہی کرتی ہیں۔

○ قادریوں کو مسلمانوں سے الگ ایک نئی امت کی حیثیت دے کر ان کے جداگانہ تشخض کے تعین کے لیے کیے گئے آئینی و قانونی اقدامات پر مغربی لایبیوں نے انسانی حقوق کے نام سے الگ شور مچا رکھا ہے اور جنہوں میں انسانی حقوق کیمیش کی طرف سے ان اقدامات کو قادریوں کے انسانی حقوق کے منافی قرار



وینے کے علاوہ یہ مسئلہ امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کے ایجنسڈا پر اس وقت بھی موجود ہے۔

○ شناختی کارڈ میں نہب کے خانہ کا اضافہ دستور پاکستان کے بعض بنیادی فیصلوں کا ناگزیر تقاضہ ہے، لیکن مغرب کے مسلسل دباؤ نے اس کا راست روک رکھا ہے۔

○ وفاقی شرعی عدالت نے سو سے تعلق رکھنے والے قوانین کو غیر شرعی قرار دے کر ان کے خاتمہ کے لیے وفاق پاکستان کو ایک متعین وقت دے دیا، مگر یہ مغلی ممالک اور لایبیوں اور ذرائع ابلاغ کا مسلسل پر اپیگنڈہ اور دباؤ ہی تھا جس نے حکومت پاکستان کو اس فیصلہ پر عمل در آمد سے روکا اور اس کے خلاف پریم کورٹ میں اپیل وائز کرنے پر مجبور کر دیا۔

○ گستاخی رسول دینا کے ہر نہب میں ناقابل معافی جرم ہے۔ خود بائبل میں نہ ہی پیشوں کی توہین پر موت کی سزا کا حکم ہے اور اسلام بھی گستاخ رسول کے لیے موت کی سزا کا قانون پیش کرتا ہے، لیکن جب سے پاکستان میں یہ قانون نافذ ہوا ہے، مغلی ذرائع ابلاغ اور لایبیاں اس کے خلاف مسلسل حرکت میں ہیں اور اسے انسانی حقوق کے منافق قرار دے کر ختم کرنے پر زور دیا جا رہا ہے۔ ابھی حل میں مسئلہ کشیر کے حوالہ سے مغلی ممالک کا دورہ کرنے والے پاکستانی رہ نمازوں کے وفد کو انسانی حقوق کی میں الاقوای محظیم "ایمنی ائرنسپل" نے تحریری طور پر جو مطالبات دیے ہیں، ان میں آئھوں آئینی ترمیم، جداگانہ انتخاب اور گستاخ رسول کے لیے موت کی سزا کے قانون کا خاتمہ شامل ہے، بلکہ ایمنی ائرنسپل نے ان شرائط و مطالبات کو مسئلہ کشیر کے ساتھ فلک کر کے اس مسلسل میں اپنے دباؤ کی شدت اور عکینی میں کئی گناہ اضافہ کر دیا ہے۔

○ آئھوں آئینی ترمیم کا خاتمہ مغلی لایبیوں کی محنت کا ایک مستقل موضوع ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ یہ آئینی ترمیم، وفاقی شرعی عدالت، جداگانہ ائکشن کے قانون، امتحان قادیانیت آرڈی نیس، حدود آرڈی نیس اور دیگر اسلامی قوانین کو دستوری تحفظ فراہم کرتی ہے اور اس کے خاتمہ



سے ان تمام امور کے خاتر کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔

○ ذمہ دار حلقوں کا یہ اکٹھاف بھی صورت حال کی سلیمانی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ چند سال قبل ملک میں شروع کی جانے والی مسجد مکتب کا تعلیمی پروگرام بھی امریکی دباؤ کے تحت ختم کیا گیا تھا اور اس کی وجہ یہ ہائل گئی تھی کہ اس طرح نئی نسل مولوی کے زیر اثر آکر بنیاد پرست ہو جائے گی۔

یہ ہے اس مسلسل اور بربوت محنت کی ایک جھلک جو ہمارے معاشرہ پر مغربی فلسفہ کی گرفت کو قائم رکھنے اور مستحکم کرنے کے لیے ایک عرصہ سے جاری ہے۔ اس محنت کے بچھے امریکہ ہے، پورا مغرب ہے، میں الاقوامی ذرائع الملاع ہیں، انسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والی میں الاقوامی تنظیمیں ہیں، پاکستان میں تو آبادیاتی نظام کے محافظ طبقے ہیں، اسلامی نظام کے نفاذ سے اپنے مفاہوات کو خطرہ محسوس کرنے والے طاقتوں گزروہ ہیں اور قوی زندگی کے مختلف اجتماعی شعبوں میں اہم حیثیت رکھنے والے افراد ہیں۔ اور ان سب کی مشترکہ تجہیزات رفتار سے، مگر کچھ نہ کچھ پیش رفت کرتے دکھائی دے رہے تھے، اب وفاقی پوزیشن پرست رفتار سے، اور اس وفاقی لائن کے بیچھے بھی ان کی صفوں میں اشتراک و اتحاد نہیں ہے، پر آگئے ہیں اور اس وفاقی لائن کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے لانا پڑا، لیکن جب مغربی فلسفہ کی تعریف قدرے تفصیل کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے لانا پڑا، اس پر بحث مقصود ہے تو اس بیخار کے مالہ و ماحلیہ پر ایک نظر ڈال لیتا ضروری تھا۔ اس پس منظر میں دینی صحافت کی سب سے اہم اور بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ:

○ اسلامیت اور مغربیت کے سلسلے کے عالمی تاثیر میں دینا کے واقعات، حقائق، مسائل اور مشکلات کو سامنے لائے اور اپنے قارئین کو ان سے آگاہ کرے۔



- اسلام کے خلاف کام کرنے والی لایوں اور تنظیموں کی نشاندہی کرے اور ان کے طریق واردات کو بے نقاب کرے۔
- انسانی حقوق کے حوالہ سے اسلامی احکام و قوانین پر کیے جانے والے اعتراضات و شبہات کا جائزہ لے کر عملی و تحقیقی انداز میں ان کا جواب دے۔
- مغربی تہذیب و فلسفہ نے انسانی معاشرہ کو جن پریشانیوں، مشکلات اور سائل سے دوچار کر دیا ہے، تجزیہ و تحقیق کے حوالہ سے ان کو سامنے لائے اور پورے اعتقاد و حوصلہ کے ساتھ ان خراہیوں کو اجاگر کر کے رائے عامہ کو ان سے روشناس کرائے۔
- دینی حلقوں کے انتشار کو کم کرنے اور باہمی مشاورت و اشتراک عمل کو فروغ دینے کی کوشش کرے۔
- اپنے محدود وائر پر قیامت کرنے کے بجائے اسے وسعت دینے کا اہتمام کرے اور ان مقلمات تک موثر رسائل کی راہ نکالے جو مغربی فلسفہ کی اس بیخار کو روکنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔
- علماء کرام، خطباً، مبلغین اور دینی کارکنوں کی غالب اکثریت، جو دینی مدارس میں تکمیری تربیت اور ذہن سازی کے فقدان کے باعث مذکورہ تکمیری و نظریاتی کمکش اور اس کے تقاضوں سے بے خبر ہے، اس کی ذہن سازی اور تکمیری راہ نہالی و تربیت کو اپنی ترجیحات میں بنیادی اہمیت دے۔
- یہ سارے کام وہ ہیں جو موجودہ حالات میں دینی صحافت کی ذمہ داریوں کے ضمن میں آتے ہیں، لیکن مشکل یہ ہے کہ دینی صحافت کا موجودہ ڈھانچہ اپنی دست اور ترجیحات کے حوالہ سے ان امور کو اہمیت نہیں دے پا رہا جس کی ضرورت ہے۔ اس امر کی مزید وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ دینی صحافت کے موجودہ دائرہ کار پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے۔ ہمارے ملک میں شائع ہونے والے دینی جرائد کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:
- بعض جرائد مختلف دینی جماعتوں کے آرگن کے طور پر شائع ہوتے ہیں۔



○ بعض جرائد اسلام کے حوالہ سے کام کرنے والی بعض شخصیات کے ترجمان ہیں۔

○ بعض جرائد علمی اداروں کی نمائندگی کرتے ہیں اور

○ بعض جرائد وہ ہیں جو سالک اور مکاتب انگر کے حوالہ سے خدمات سر انجام دیتے ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ ان کی ترجیحات بھی اپنے اپنے مقاصد کے حوالہ سے یقیناً مختلف ہیں، اور ایسے جرائد جو جماعت، شخصیت، ادارہ اور ملک کی ترجیحات کے دائرہ سے بے نیاز ہو کر عالم اسلام کی مشکلات و مسائل، مغلی قلفت کی یلخار، اسلامائزیشن کے تقاضوں اور یکور لایبیوں کی سرگرمیوں کی بنیاد پر اپنی ترجیحات کا آزادانہ تعین کر سکیں، ہمارے معاشرہ میں نہ ہونے کے برابر ہیں اور جو اکا دکا ہیں، خود ہمارے دینی حلقوں کا رویہ ان کے ساتھ حوصلہ افزائی کا نہیں ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ دینی جرائد جن دائروں میں کام کر رہے ہیں، وہ خداخواست غیر ضروری ہیں۔ ہرگز نہیں، بلکہ ان میں سے ہر کام کی ضرورت اپنے دائروں میں مسلم ہے؛ جس کی وہ اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، البتہ ترجیحات کا معاملہ مختلف ہے اور میں یہ محرمات یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام اور اسلامی تحریکات کے حوالہ سے مغلی قلفت اور لایبیوں کی ہمہ جنت یلخار کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے دینی جرائد کی موجودہ ترجیحات مجموعی طور پر درست نہیں ہیں اور ہمیں ان پر بہرحال نظر ٹالی کرنی چاہیے۔

میں نے جب محترم ڈاکٹر محمود احمد عازی صاحب، ڈائریکٹر دعوه اکیڈمی کی خدمت میں دینی جرائد کے مدیران کے اس سینئر کے انعقاد کی تجویز چیز کی تھی تو میرے چیل نظر یہی بات تھی کہ ہمیں اپنی ترجیحات اور طریق کار پر باہمی مشاورت کے ساتھ نظر ٹالی کرنی چاہیے اور کلے دل دماغ کے ساتھ ان امور کا جائزہ لیتا چاہیے کہ عالم اسلام اور پاکستان کے حوالہ سے دینی صحافت کے ساتھ ایک عام مسلمان کی توقعات کیا ہو سکتی ہیں؟ وہ توقعات اور ضروریات ہم کمال تک پوری کر رہے ہیں؟ اس راست کی مشکلات اور رکاوٹیں کیا ہیں؟ اور ضروریات اور کام کے درمیان جو خلا دکھائی دے رہا ہے، اس کو پر کرنے کے لئے ہم کیا پچھ کر سکتے ہیں؟



ڈاکٹر غازی صاحب اور ان کے رفقاء کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری اس تجویز کو قبول کیا اور اس سینار کا اہتمام کر کے دینی جرائد کے باہمی رابطہ و ملاقات کے کار خیر کا آغاز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاۓ خیر دیں اور ان کی اس کاؤش کو قبولیت سے نوازتے ہوئے بیت شمرات سے بہرہ در فرمائیں۔

اس موقع پر میں اپنی تجویز کا دوسرا حصہ سینار کے معزز شرکاء کی خدمت میں پیش کرنا مناسب سمجھوں گا، جو دعوهٗ اکیڈمی کے لیے نہیں بلکہ شرکاء سینار کے لیے ہے کہ مشاورت کو مستقل شکل دینے کی کوئی عملی صورت نکالنی چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم مختلف مقامات پر سال میں دو تین دفعہ جمع ہو کر مسائل اور ضروریات کا جائزہ لے لیا کریں تو باہمی مشاورت اور رابطہ کی برکت سے ہمارے کام کی ترجیحات اور تربیت کو خود بخود صحیح سمت مل جائے گی اور ہم اپنے موجودہ کام کی افادت میں کافی گناہ اضافہ کر سکیں گے۔

اس مقصد کے لیے اگر کوئی بلکل سی سوسائٹی تشكیل دے لی جائے تو مناب رہے گا۔ سوسائٹی سے میری مراد ریڑہ یونین طرز کی کوئی ایسی تنظیم نہیں ہے جو حقوق و مغلقات اور مراعات کی دوڑ میں معاصر تنظیموں کے ساتھ شریک ہو؛ بلکہ "غالفتا" علمی اور فکری قلم کی سوسائٹی کا قیام مقصود ہے جو دینی جرائد کے درمیان مفاہمت اور اشتراک کی فضا پیدا کرے، ایک اسٹڈی سرکل کے طور پر پیش آمدہ مسائل کا تجویز کر کے دینی جرائد سے وابستہ افراد کی بریفینگ اور راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے اور پاصلحیت نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کر کے دینی صحافت میں اچھا لکھنے والے افراد کا اضافہ کرے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ شرکاء سینار طویل سعی خراثی پر مذدرت قبول کرتے ہوئے میری گزارشات اور تجویز کو سجدہ توجہ سے نوازیں گے۔

محترم ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب، محترم محمد افخار کوکھر صاحب اور الد عوہ اکیڈمی کے دیگر رفقاء کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے اس دعا کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہمیں اخلاق نیت کے ساتھ ساتھ توفیق عمل عطا کریں اور اسلام اور عالم اسلام کو درپیش مسائل و مشکلات میں امت مسلمہ کی صحیح سمت راہ نمائی کی توفیق سے نوازیں۔

آمين يا الله العالمين

امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری

جامعہ انوار القرآن آدم ناؤن نارتھ کراچی میں بخاری شریف کے اختتام کی سالانہ تقریب ۲۵ دسمبر ۹۶ء کو منعقد ہوئی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صدر دامت برکاتہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا۔ ان کے علاوہ مولانا محمد اجمل خان، مولانا فضل الرحمن، مولانا زاہد الرشیدی، مولانا فداء الرحمن درخواستی، مولانا اکرم الحق خیری اور دیگر علمائے کرام نے بھی تقریب سے خطاب کیا اور اس موقع پر شاعر اسلام سید سلمان گیلانی نے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور مندرجہ ذیل منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

امت پڑا کتنا ہے احسان، بخاری
سمجھ کئے سرکار کے فرمان، بخاری
قرآن کی تفسیر حقیقی ہیں احادیث
گویا ہیں احادیث بھی قرآن، بخاری
مسلم ہو کر ہو ترقی، داؤد کہ ماجہ
متاز ہے ان سب میں تھی شان، بخاری
ہر قول نبی کان جواہر کا ہے مظہر
ہر حرفاً لولو و مرجان، بخاری



اللہ رے احادیث نبی سے تری الف
 کی زیست اسی راہ میں قریان، بخاری
 موضوع ہے کیا، کیا ہے ضعیف اور حسن کیا
 کر لیتا تھا اک آن میں پچان بخاری
 پڑھتے ہوئے کیوں لف نہ عشق اصحاب
 محبوب دو عالم کا ہے فرمان بخاری
 تجھ سے برا دنیا میں محدث نہیں کوئی
 سب متفق اس پر ہیں مسلمان بخاری
 دنیا میں ہزاروں ہی مدارس ہیں کہ جن میں
 صدیوں سے ہے جاری تیرا فیضان، بخاری
 اس بات سے آگاہ ہیں سب غیر مقلد
 سمجھے ہیں فقط پیر و نعمان، بخاری
 احتراف نے کی دہر میں تعلیم نبی عام
 احتراف کا ہے دہر پر احسان، بخاری
 درخواستی کا عشق بخاری ذرا دیکھو
 پیری میں بھی ہونٹوں پر ہے ہر آن بخاری
 اللہ شفا دے انہیں جلدی، کوئو آئین
 اکر وہ پڑھائیں ہمیں، سلمان، ”بخاری“



چلڈرن قرآن سوسائٹی لاہور

چلڈرن قرآن سوسائٹی ۲۶ برس قبل ۱۹۶۷ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے تخلیل اور قیام کا سرا خان بہادر محمد انعام اللہ خان مرحوم کے سر ہے۔ انہوں نے سوسائٹی کو اپنے خون جگر سے سینچا اور پروان چڑھایا۔ وہ بچوں کو طوطے اور جن بھوتوں کی کمانیوں کی بجائے احسن القصص قرآن مجید کے واقعات سنانے کے خواہش مند تھے۔ سوسائٹی نے ارباب اقتدار اور نظامت تعلیم سے بھی مسلسل رابطہ قائم رکھا۔ سوسائٹی کی یہ کوشش بار آور ہوئی اور تمام سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں میں قرآن حکیم کی ناظرہ تعلیم میں لازمی قرار دی گئی اور بعض سپاروں کا ترجمہ بھی نصاب میں شامل کر دیا گیا تاکہ پڑھنے والوں کو قرآن مجید میں اللہ کے احکامات اور پیغام سمجھ میں آسکیں۔

۱۔ قرآن مجید کا آسان ترجمہ

سوسائٹی نے عوام کے لئے قرآن مجید کے بامحاورہ آسان اردو ترجمہ کے سپارے الگ الگ شائع کئے۔ یہ ملک میں بہت پسند کئے گئے اور لاکھوں کی تعداد میں قارئین کو پہنچ چکے ہیں۔ ایک صفحہ پر عربی متن ہے اور بالقابل مکمل صفحہ پر اردو ترجمہ جلی الفاظ میں کپیورٹر پر اعلیٰ معیار کا ٹائپ کیا گیا ہے۔ یہ انتہائی ارزش ہیں۔ ۳۶۰ اور ۳۰ صفحات کے سپارے کی قیمت صرف ۵۰ روپے ہے۔ مکمل قرآن کے ۳۰ سپارے ۵۰ روپے میں ملتے ہیں۔ یہ ترجمہ سوسائٹی کی مجلس عاملہ کے رکن رضا رضا لیفٹنٹ کرمل ڈاکٹر محمد ایوب خان نے کیا ہے۔ سوسائٹی ان سپاروں کو مسجدوں، سکولوں اور عام گھروں میں پہنچانا چاہتی ہے، مگر لوگ عربی متن کے ساتھ اردو میں ترجمہ بھی پڑھ سکیں اور قرآن حکیم کو سمجھ کر اس پر

عمل پیرا ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا نصل و کرم اس کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوتا ہے۔ احکامات کو سمجھنے کے لئے ترجمہ والے سپارزوں کی زیادہ سے زیادہ تعلیم اور فروغ کی ضرورت ہے۔ ہم وطن مسلمان بھائیوں سے اچھا ہے کہ وہ خود بھی سپارے حاصل کریں، ترجمہ سے سمجھ کر پڑھیں اور اپنے دوست احباب کو بھی ان کے حصول اور بغور مطالعہ کی ترغیب دیں۔ اپنی جیب سے ہدایہ دے کر زیادہ تعداد میں سپارے حاصل کیجئے اور مسجدوں، سکولوں اور کالجوں میں مفت تقیم کیجئے اور سب کو عربی متن کے ساتھ اردو ترجمہ پڑھنے، اس کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور دوسروں سے عمل کرانے کی ترغیب دیجئے۔

۲۔ سوسائٹی کی مذہبی کتب

جب ہم بچے تھے تو رات کو سونے سے پہلے ہماری امی، دادی اور نانی ایسی کہانیاں سناتی تھیں جن سے دل میں مذہب سے محبت بڑھتی تھی، بہادری اور شجاعت کا جذبہ ابھرنا تھا اور راہ خدا میں جہاد کی ترپ پیدا ہوتی تھی، لیکن اب زمانے نے عجیب کروٹ لی ہے اور معاشرہ اتحل چھل ہو گیا ہے۔ آج کی ماں میں، دادیاں اور نانیاں اپنے جگر گوشوں کو بڑے فخر کے ساتھ پریوں، جنوں اور جانوروں کی کہانیاں سناتی ہیں یا بہت سا وقت نئی دی کے پروگراموں کی نذر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بچوں کے دلوں میں خوف اور بزرگی کا تصور ابھرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری نئی پوڈمذہب سے مزید بیگانہ ہوتی جا رہی ہے۔

سوسائٹی نے زیر تعلیم بچوں کی اخلاقی تربیت پر توجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ماہرین تعلیم سے مشاورت کے بعد ایسی کتب شائع کرنے کا اہتمام کیا جن سے نفس مضمون قرآن و سنت کی روشنی میں اخلاقی تربیت ہو۔ کتب مرتب اور شائع کرتے وقت یہ امر بھی طحظ رکھا گیا کہ ہماری نئی پوڈ کی امتحان تعلیمات اسلامی پر اس طرح ہو کہ جب وہ میدان عمل میں اتریں تو پچے مسلمان اور پکے پاکستانی ہوں۔

سوسائٹی نے مختصر مدت میں اپنی یہ منزل بھی پائی اور ۱۳۶۱ ایسی کتب شائع کیں جن



کے مندرجات کی اساس صرف قرآن و سنت ہے۔ ان کا کسی مسلک سے تعلق نہیں ہے۔ طلباء اپنی اسلامی تربیت کے تھانے با آسمانی پورے کر سکتے ہیں۔ ان میں سے ۲۲ بدر کتب چاروں صوبوں، آزاد کشمیر اور وفاق کے زیر انتظام علاقوں کے جلد مدارس میں بطور معاون کتب منظور ہیں۔ تمام کتب افواج پاکستان کی لا بصریوں کے لئے اور لک کے تام سکولز و پلیک لابصریوں کے لئے بھی منظور ہو چکی ہیں۔

۳۔ رسالہ "ماہنامہ کوثر"

چلدرن قرآن سوسائٹی نے طلباء و طالبات کو محاضرے کے برے اڑات سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنی محدود بساط کے باوجود رنگ و دو جاری رکھی ہے اور اس مقصد کے لئے بچوں کے لئے ماہنامہ کوثر جاری کیا ہے، جو حسن طباعت کے ساتھ ساتھ حسن معافی میں بھی شاہکار ہے۔ یہ ماہنامہ سکولوں کی لا بصریوں کے لئے منظور ہے۔ بچوں کے ذہن کو ساف تھرا اور اسلامی رنگ سے مزین کرنے کے لئے اچھا کام سرانجام دے رہا ہے۔ یہ بچوں اور بہوں کے لئے یکساں مفید اور مناسب ہے۔ اس میں مذہبی تعلیم کے علاوہ سوسائٹی مطہامین، تاریخی واقعات، سوالات میں اور دیگر معلومات بھی دلچسپ طریقے سے شامل کی جاتی ہیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۵۰ روپے ہے، لیکن طلباء کے لئے رعایتی چندہ صرف ۳۰ روپے سالانہ ہے۔ رابطہ کے لئے: ڈاکٹر شیم الدین خواجہ، ۲۷۔ عمر دین روڈ و سن پورہ لاہور۔

۴۔ لائف ممبر سوسائٹی

سوسائٹی سے ہمدردی رکھنے والے اور اس کے مقاصد کے حصول میں مدد کرنے والے لائف ممبر بن سکتے ہیں۔ لائف ممبر فیس ۱۵۰ روپے ہے۔ لائف ممبروں کو ۳۶ عدد کتب ۱۹۰ روپے بلا معاوضہ ان کے گھر پہنچائی جاتی ہیں۔ ہمارے لائف ممبروں کی تعداد خدا کے فضل و کرم سے دو ہزار آٹھ سو ہو چکی ہے۔ لائف ممبر ہنانے کا مطلب سوسائٹی کے مقاصد اور تبلیغ دین کو وسیع تر کرنا ہے۔ سوسائٹی یہ "مم آپ کے تعاون کے بغیر سر نہیں کر سکتی۔ آپ اپنے حلقہ احباب میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں لوگوں کو اور خصوصاً"



طلبا کو سوسائٹی کا لائف ممبر بننے کی ترغیب دیجئے اور ثواب دارین حاصل کیجئے۔ اس طرح وہ سوسائٹی کی کتب مفت حاصل کریں اور مطالعہ کا موقع حاصل کر سکیں گے۔ لائف ممبران کو سوسائٹی کی کتب کی خرید پر قیمت میں ۳۰ فیصدی رعایت دی جاتی ہے۔ سوسائٹی کی کتب اصل لائگ سے کم قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں اور خسارہ تحریر حضرات کے عطیات سے پورا کیا جاتا ہے۔

۵۔ گلددستہ نماز

نماز با ترجمہ کا ایک کتابچہ گلددست نماز، جس میں نماز کے جملہ اركان اور ۶ کلے با ترجمہ شامل کئے ہیں تاکہ نماز ادا کرتے وقت الفاظ کو سمجھا جاسکے اور اللہ تعالیٰ نے رشتہ قائم ہو سکے، مفت جاری کرتی ہے۔ ایک روپیہ ڈاک خرچ بھیج کر منگوائیے۔

۶۔ سوسائٹی کی شاخیں

سوسائٹی نے ملک بھر میں شاخیں کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ درودمندوں اور دین سے شغف رکھنے والوں سے درخواست ہے کہ اللہ کے نور کو گھر گھر پہنچانے کے لئے اپنے اپنے علاقہ میں سوسائٹی کی شاخیں کھولیں۔ قواعد و ضوابط مطبوعہ ٹکل میں دفتر سوسائٹی سے دستیاب ہیں۔

۷۔ عطیات

سوسائٹی کے عطیات محکم اکمیکس کے قانون کے مطابق اکمیکس سے مستثنی ہیں۔ اداروں کو کتبہ قرآن ایک ماہ کی مدت کے کریڈٹ پر دی جاتی ہیں۔ ہر شرمن سوسائٹی کی برائیں قائم کی جاسکتی ہیں۔ اس کے قواعد و ضوابط منگوا کئے ہیں۔ اسی طرح ہر شرمن کتب فروش، سوسائٹی کی کتب کی ایجنسی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کو ۳۳ فیصد کمیش دیا جاتا ہے۔

رابطہ کے لیے: شیخ عمار احمد جزل یکڈڑی چلڈرن قرآن سوسائٹی

۵۸۶۵۳۹۲: آب پارہ مارکیٹ لاہور۔ فون:



عالم اسلام کی قدیم ترین درسگاہ

جامعہ ازھر مصر

مصر اسلامی اور دینی تعلیم کی ترویج و اشاعت اور ترقی کیلئے یونیورسٹی سے اسلامی ممالک میں سرفراست رہا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے مصر میں مختلف تعلیمی اور دینی ادارے مصروف عمل ہیں، جن میں سے جامعہ الازھر سرفراست ہے جس کی خدمات دنیا بھر میں معروف و مشور ہیں۔

الازھر یونیورسٹی کا شمار دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔ اس وقت ۲۰۰ طلباء دنیا بھر سے آکر اس یونیورسٹی سے تعلیم پا رہے ہیں، جن کے تمام تعلیمی اخراجات و لوازمات بھیول اقامت، خواراک و پوشائی اور کتب وغیرہ مصری حکومت کے ذمہ ہیں۔ اس کے علاوہ الازھر یونیورسٹی کے چیدہ چیدہ علماء اور اساتذہ دنیا میں اسلام، قرآن و حدیث اور عربی زبان کی تعلیمات مختلف مسلم ممالک، یورپ اور امریکہ میں سرانجام دے رہے ہیں۔ اس وقت ۶۵ سے زیادہ مصری اساتذہ پاکستان میں انٹرنسیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور دیگر تعلیمی اداروں میں خدمات انجام دے رہے ہیں، جن کے اخراجات مصری حکومت خود برداشت کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ ہزاروں لوگ الازھر یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے مختلف ممالک میں پہلے ہوئے ہیں۔ یہ علمائے خرخ سے خود کو الازھری کہلاتے ہیں۔ ان میں سے کئی رؤسا، اسلامی ممالک کے سربراہ بھی ہیں۔ مصر کی اسلامی تعلیمات کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہو جاتی ہے کہ صدر حسنی مبارک ہر سال دو مقدس موقعوں پر یعنی عید میلاد النبی اور رمضان المبارک میں یہ لیلة القدر کی مناسبت سے کانفرنس منعقد کرتے ہیں جن میں دنیا بھر سے نمایاں اسلامی خدمات رکھنے والے علمائے شرکت کی دعوت دی جاتی ہے اور ان کی اسلامی خدمات کو سراجت ہوئے صدر حسنی مبارک خود ایوارڈ عطا کرتے ہیں۔ پاکستان سے بھی ہر سال ان کانفرنسوں میں شرکت کے لیے ایک وفد بایا جاتا ہے۔



اس سلسلے میں مصری سفارت خانہ اسلام آباد کے پریس آفس نے اس مبارک مینے کے تاظر میں ایک کتابچہ شعاع الاسلام کے عنوان سے جاری کیا ہے جن میں مصر کے چیدہ چیدہ علماء کے مقالات، جو اسلامی موضوعات پر مبنی ہیں، شائع کیے گئے ہیں، اسکے پاکستانی بھائی اس مبارک مینے میں ان دینی مقالات سے استفادہ کر سکیں۔ یہ اسلامی آب پارے ان موضوعات پر مبنی ہیں: رمضان کے روزے کی فضیلت، جو ہر توحید و اطمینان، توحید مصدر علم، اركان اسلام (محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا)، قرآن اور سائنس، اسلامی عمل کا مقصد، حکمت کی جزیں (پیغمبر خدا کی حدیث)، کام کی عظمت، اسلام کی ازوایی زندگی، عمر ابن خطاب (حالات زندگی) وغیرہ۔

حق تو یہ ہے کہ الازھر شریف کی دینی خدمات کو دنیا بھر کے مسلمانوں میں نہ صرف جانا اور پہچانا جاتا ہے، بلکہ ایک اعلیٰ مقام دیا جاتا ہے۔

طالب حق وہ نہیں جو حقدمن کی کتابوں کا محض قاری ہو اور ان پر حسن غلن میں اپنے طبعی رحمات کے ساتھ بے جائے، بلکہ طالب حق وہ ہے جو ان کے بارے میں اپنے غلن پر بھی شک کرے، ان کی کتابوں سے جو کچھ سمجھے اسے تالیم کے بعد قبول کرے، دلیل و بہان کی ہیوی کرے، محض قول قائل پر نہ چلے جو خود ایک انسان ہے اور انسان کی سرشت کی خصوصیت ہے کہ اس میں طرح طرح کے نقص و غلل شامل ہیں۔ اگر کتب علوم کے کسی قاری کا مقصد حقائق کی پہچان ہو تو اس کو لازم ہے کہ جو کچھ پڑھے اس پر مخالفانہ نظر ڈالے اور اس کے متن و حواشی کے بارے میں ذاتی طور پر ذہن دوڑائے اور ہر ہر پہلو سے اس پر کڑی تنقید کرے اور اس تنقید کے عمل میں خود اپنی ذات کو بھی شک و شبہ سے بالاتر نہ سمجھے، چنانچہ مخالفت یا موافقت میں توازن کو بگزرنے نہ دے۔ اگر وہ اس روشن کو اختیار کر سکے تو حقائق اس پر مشکل ہو سکیں گے اور حقدمن کے ہاں جو امکانی کوتاہی یا اشبیاہ رہ کیا ہو گا، اسے نظر آ جائے گا۔

(ابن الیتم: فی الحکوك علی بظیموس)

لندن میں فورم کی فکری نشست

لندن میں ورلڈ اسلام کے اجلاس میں مقررین نے کہا ہے کہ کوئی بھی قوم میڈیا پر دسترس کے بغیر اپنے تشخص کی حفاظت نہیں کر سکے اور میڈیا کے ذریعے سے پھیلانی گئی غلط فہمیوں کا جواب دینے کے لئے علمی و فکری طور پر صلاحیت کی ضرورت ہے۔ آل گیٹ ایسٹ میں منعقدہ اجلاس میں بڑی تعداد میں علماء، انسور، صحافی اور ادبی و شعراء نے شرکت کی۔ اسلام کی پیغمبر سینٹر کے ڈائریکٹر مفتی برکت اللہ اور تحریک ادب اسلامی کے کونیز عادل فاروقی نے ویسٹ واج اسٹڈی گروپ کی روپورث پیش کی۔ مفتی برکت اللہ نے کہا کہ ہمیں ذرائع ابلاغ میں قیامت خیز تبدیلی و ارتقا کا چلنگ درپیش ہے۔ میڈیا ایک دو دھاری تکوار ہے۔ میڈیا پر دسترس کے بغیر کوئی قوم اپنے تشخص اور مفادات کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ آج عالمی میڈیا پر سیوی اس طرح قابض ہیں کہ تیسری دنیا کی اقوام تو کجا خود مغلی اقوام اور ان کے سیاست دان ان سے ہر وقت خائف رہتے ہیں۔ عادل فاروقی نے کہا کہ ذرائع ابلاغ کے حملوں کا جواب بذریعہ مرالے، مفاسیم، تقاریر اور الیکٹرونک میڈیا کے دینے کے لیے تمام مساعی کو باہم مربوط کر کے گئی حکمت عملی وضع کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے فورم کی طرف سے لوکل اخبارات میں کام شروع کر دیا ہے۔

ختم نبوت سینٹر کے سربراہ عبدالرحمن یعقوب یادو نے کہا کہ قادریوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے یہ شاث پر اپنا دورانیہ بڑھا کر ایشیا کے لیے روزانہ دو گھنٹے اور یورپ کے لیے تین گھنٹے کر دیا ہے۔ اب اسلام کے ہاتھ پر گمراہ کرنے کی دعوت دنیا کے ۵۲ ممالک میں برآ راست دی جا رہی ہے۔ فورم اس کا جواب دینے کے لیے فوری طور پر اقامت کرے اور پروگرام مرتب کرے۔ انہیں مسلم فیدریشن کے رہنماء انور شریف نے سن رائز ریڈیو کی



شان رسالت میں دریدہ وہنی کے خلاف قرار داد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تک سن رائز ریڈیو نے نہ کوئی حلاني کی ہے، نہ مذکورت کی ہے، ہمیں احتجاج کے لیے موثر طریقہ اپناتا چاہیے۔

ورلڈ اسلام فورم کے سیکرٹری جنگ مولانا محمد عسیٰ منصوری نے کہا کہ نمیڈیا کے ذریعے سے پھیلائی گئی غلط فہلوں کا جواب دینے کے لیے علمی و فکری طور پر الہیت و صلاحیت پیدا کی جائے۔ بدقتی سے ہماری سیاست ہو یا صحافت، احتجاجی بن کر رہ گئی ہے۔ یہاں آپ جس کسی لا بصری میں چلے جائیں، رشدی چیزے پچاہوں دریدہ وہنوں کی کتابیں اور مفہومیں نظر آجائیں گے۔ ہم کب تک ان کے تعاقب اور جواب دینے میں اپنی تو اتنا یاں ضائع کرتے رہیں گے۔ ہمیں عملی طور پر اس کی وجوہات اور اس کے پس پر وہ عوامل کا جائزہ لیتا ہو گا۔ یورپ کے علمی و فکری حلقہ کا جواب یہ نہیں ہے کہ ہم صفائی پیش کرنے یا جواب دینے بیٹھ جائیں، بلکہ ہمیں اسلام کے مثبت اور فلاحتی پہلو پیش کرنے ہوں گے اور ہر شعبہ میں تحقیقی کام کرنے والے ماہرین تیار کرنے ہوں گے۔ اگر ہم سیرت کے روشن اور افادی پہلو پیش کر سکیں تو آپ دیکھیں گے کہ یہاں مغرب میں اسلام کو صحیح سمجھا جانے لگے گا۔

براٹن اسلام سینٹر کے ڈائریکٹر عبدالجلیل ساجد نے قرآن کے تراجم کے بارے میں مفصل اور تحقیقی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ۱۵۲۶ء سے اب تک کم و بیش دو ہزار کے قریب انگریزی زبان میں قرآن کے تراجم ہو چکے ہیں، جن کی اپنی اپنی خوبیاں تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انگریزی یا کسی یورپی زبان میں قرآن پاک کے صحیح ترجمہ کو سونے کی الہیت ہی نہیں ہے، اس لیے کہ قرآن کے پیش کردہ اصطلاحات و تصورات کے صحیح مفہوم ادا کرنے والے الفاظ کی تلاش کار دشوار ہے۔ برعکس آج کل جو تراجم رائج اور شیڈول ہیں، ان کی بیویادی خای یہ ہے کہ یا تو ان کی زبان مشکل، پرانی اور غیر بانوں ہے اور اگر زبان کلائیکی اور سل و آسان ہے تو قرآنی مفہوم ادا کرنے سے قاصر ہے۔

مولانا عقیق الرحمن سابق مدیر امتحنہ روزہ ندام ملت (لکھنؤ) و مہتمام الفرقان نے کہا کہ گزشتہ دنوں بھارت میں تین طلاقوں کے فقیہ مسئلہ پر ہم نے ایک دوسرے کے بارے میں جو غیر شائستہ زبان استعمال کی، اس سے سر شرم سے جگ جاتا ہے۔ کیا یہی اسلام کی



تعلیم و اخلاق ہے؟ مولانا نے کہا کہ ہمیں عمد کر لینا چاہیے کہ ہم کسی مسلم جماعت و طبقہ کے خلاف کسی حال میں سوچانہ طرز اختیار نہیں کریں گے اور ہم یہ کام غیر مشروط طور پر کریں گے۔ یہ رویہ ہماری طرف سے شروع ہو جانا چاہیے۔ آپ اس کے مبارک اثرات دیکھنے گے کہ تھوڑے ہی عرصے میں سامنے والا بھی اس طرز کے اپنانے پر مجبور ہو گا۔

اس کے بعد مشہور شاعر سلطان الحسن فاروقی اور عادل فاروقی نے اپنا تازہ کلام پیش کیا۔ متاز ادیب و شاعر افخار اعظمی (میدن ہیڈ) نے جو اپنی اچانک علاالت کے سبب تشریف نہ لاسکے تھے، فون پر نظمیں نایمیں ہے مولانا منصوری نے پڑھ کر سنایا۔ اجلاس میں خاص طور سے نظام الدین اتحاد المسلمين پاکستان کے کتویز حافظ شریف، ورلڈ اسلامک کونسل کے سربراہ یسٹر سے پروفیسر عبدالکریم کی والہ، متاز ماہر تعلیم مولانا اقبال اعظمی (یسٹر)، ماشر افخار احمد (لندن)، مولانا عبدالرحمن (یسٹر)، جامعہ اسلامیہ لندن کے مہتمم مولانا مفتی مصطفیٰ، ڈاکٹر خالد اسلامی اکادمی ہیرو کے پرینڈیٹ نٹ عبد اللہ قبیشی، فورم کے خزانچی الحاج غلام قادر، الحاج عمر بھائی، عبداللہ کشمیری رہنماء محمد اشیم اور الحق پبلشرز کے ڈائریکٹر محمد صدیق نازنے بھی شرکت کی۔ مولانا منصوری کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(ب) شکریہ جنگ لندن ۲۰ فروری ۹۳

گوجرانوالہ میں فکری نشست

مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں ورلڈ اسلامک فورم کی مہانہ فکری نشست ۲۰ اپریل ۹۷ کو بعد نماز عشاء مولانا زاہد الراشدی کی زیر صدارت منعقد ہوئی، جس میں مہمانہ المذاہب لاہور کے ایڈیٹر جناب محمد اسلم رانا نے اپنے حالیہ دورہ بھارت کے تاثرات بیان کیے اور بھارتی مسلمانوں کی مظلومانہ حالت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ بڑھتی ہوئی ہندو انتہا پسندی کے تباہ کن اثرات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ عالم اسلام اس مسئلہ پر سمجھیگی سے توجہ دے اور بھارتی مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو کے تحفظ کے لیے نہیں حکمت عملی اختیار کی جائے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے سکریٹری جنگ علامہ محمد یوسف عثمانی نے اپنے دورہ امریکہ کے حوالہ سے امریکی ممالک میں



مقدم مسلمانوں کے دینی حالات پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ان ممالک میں مسلمانوں کی نئی نسل کے ایمان کو بچانے کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کے لیے خاطر خواہ انتظام نہیں ہے، جس کی وجہ سے نئی پود اسلام کے بنیادی عقائد اور احکام سے بھی بے خبر ہے۔ انہوں نے بڑے دینی اداروں سے اچیل کی کہ وہ اس صورت حال کی طرف توجہ دیں اور مغربی ممالک میں دینی تعلیم کا مناسب اہتمام کیا جائے۔

لاہور اور ہری پور میں علماء کنونش

ورلد اسلام فورم کے زیر اہتمام ۱۸ اپریل ۱۹۶۳ء کو جامع مسجد شیر انوالہ گیٹ ہری پور ہزارہ میں امریکی عزائم کے خلاف علماء کنونش منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا حکیم عبدالرشید انور نے کی اور مولانا قاری محمد بشیر، مولانا قاضی محمد طاہر الحاشی، مولانا گل رحمان، جناب مطیع الرحمن اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔ جبکہ ہری پور اور اردگرد کے علماء کی ایک بڑی تعداد شرک ہوئی۔

۲۲ اپریل بروز جمعت المبارک بعد نماز عصر جامع مسجد (مولانا محمد ابراہیم والی) امار کلی لاہور میں امریکی عزائم کے خلاف علماء کنونش منعقد ہوا، جس کی صدارت ماہتمام الرشید کے مدیر جناب حافظ عبدالرشید ارشد نے کی اور اس سے ریشارڈ کمودور جناب طارق امجد، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا میاں عبدالرحمن، جناب محمد اسماعیل رانا اور دیگر مقررین نے خطاب کیا اور لاہور کے مختلف حصوں سے علمائے کرام نے شرکت کی۔ ورلد اسلام فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الرشیدی نے ان کتوں سے خطاب کرتے ہوئے عالم اسلام اور پاکستان کے بارے میں امریکہ کے منقی عزم کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا اور علماء پر زور دیا کہ وہ ان عزم کے حوالہ سے رائے عامہ کی راہ نہایت کریں اور قومی خود مختاری اور نہایت آزادی کے تحفظ کے لیے قوم کی جرات مندانہ قیادت کے لیے آئیں۔

مقالات سواتی (حصہ اول)

مقالہ نگاری ایک نہایت وقیع فن ہے۔ اس میں مقالہ نگار حشووزو اند اور طوالات و الملاج سے بچا کر نہایت اختصار و اتمال کے ساتھ اپنا مدعایاں کرتا ہے۔ وہ لفظوں کے اسراف سے بچتا ہوا کم گوئی مگر نظر گوئی کے ساتھ اپنی بات کرتا ہے اور نہ صرف یہ کہ کہتا ہے بلکہ اسے منواتا ہے۔ مقالہ ایک مدلل اور باور کن تحریر ہوتی ہے۔ کسی موضوع پر کتاب لکھنا بھی ایک عمدہ کام ہے، مگر ایک جامع مقالے میں اپنے خیالات کو سودا اور پھر اپنے نقط نظر کو بڑی چاہک دستی سے دوسرنے کے دل میں آتا رہنا عمدہ تر کام بھی ہے اور مشکل تر بھی۔

اساطین علم و ادب نے اپنی سوچوں، حاصل مطالعہ اور وسعت علمی کو مقالہ نگاری کے ذریعے سے قارئین کے سامنے پیش کر کے با اوقات بڑی علمی اور دینی کتابوں کے مطالعے سے بے نیاز کر دیا ہے۔ مقالات شبیل، مقالات سرید، مقالات حالی، مقالات مولوی محمد شفیع، مقالات شیرانی وغیرہ اس سلسلے کی نہایت عمدہ کریباں ہیں۔

بعض حضرات نے تو اپنے علمی سرماۓ کو شعوری سطح پر جمع کر کے عوام کے لیے مفید مطلب بنا دیا ہے، مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے جواہر ریزے اور حراصر بکھرے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی جو ہری ان کو اکٹھا کر کے نظر فروزی کا سلمان کر دے تو ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، لیکن اگر وہ رشحات قلم مختلف رسائل و اخبار ہی کی زندگی رہیں تو مرور ایام کے ساتھ پرده خفا میں چلے جاتے ہیں۔ یوں با اوقات وہ اہل علم کی نظروں سے اوچھل ہو جاتے ہیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ ایسے ہی جواہر ریزوں کا ایک مجموعہ کتابی صورت میں زیر نظر



ہے۔ یہ مجموعہ مقالات حضرت العلام استاذ الاسلام مولانا صوفی عبدالحمید سواتی کے گراں قدر مفہمیں پر مشتمل ہے۔

موصوف کے فرزند ارجمند حاجی محمد فیاض خاں سواتی معمتم مدرسہ نفرة العلوم لائن تھیں ہیں کہ انہوں نے اپنے نامور بزرگوار کے قلم سے نکلے ہوئے ان جواہر پاروں کو مدون کر کے کتابی شکل دے دی۔ کتاب کے سرورق پر ”حصہ اول“ کی عددی ترکیب سے مگن غالب یہی گزرتا ہے کہ وہ مزید عرق ریزی کر کے رسائل و جرائد کی گرد جھاؤ گر جو علم و حکمت کے اور بھی لولوئے لا لا پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق و ہمت ارزانی فرمائے۔

پیشہ اس کے کہ کتاب پر رائے نہیں کروں، میں صاحب کتاب کے بارے میں ایک نسایت مختصر ساتھ اشارہ پیش کرنا چاہوں گا، کیونکہ صاحب کتاب کی شخصیت کتاب کے درج ورق میں پرتو ٹکلن ہے۔

حضرت العلام سید الاسلام مولانا صوفی عبدالحمید سواتی عرصہ دراز تک مدرسہ نفرة العلوم کے معمتم رہے ہیں۔ وہ اس دور کے ان فضلائے دیوبند میں سے ہیں، جنہوں نے اکابر علمائے دیوبند سے کتب فیض کیا، بر صیرہ کی اس عظیم درسگاہ کے ممتاز اور نامور استاذہ دین و ادب کے سامنے زانوئے تلمذ تھے کیا اور اس عظیم علمی روایت کے پاسباں کی حیثیت سے برسوں سے وہ مسجد نور گوجرانوالہ میں علوم دینیہ کے روشنی کے بلند پیغمبار کی طرح اپنے ماحل کو جنمگار ہے ہیں۔

وہ ایک جید عالم دین اور جید تر معلم علوم اسلامیہ ہیں۔ ان کی فقہی بصیرت قابل اعتدال اور تقویٰ قابل رشک ہے۔ بڑے صاف گو اور حقیقت پسند ہیں۔ ان کا قلم تحقیق و تدقیق کے میدان میں بڑے بڑے ہام نہاد محققین سے کہیں آگے ہوتا ہے۔ تحقیق ان کے ذوق کا خاصہ ہے تو عبارت فکر و نظر ان کی طبیعت کا رجحان۔ ان کے مزاج شناس اس حقیقت سے خوب باخبر ہیں۔

زیر نظر مقالات اسی صاحب قلم کے رشحات خامہ اور شذررات فکر و نظر کا نتیجہ ہیں۔ کتاب کو ایک نظر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۳۱ مقالات پر مشتمل ہے۔ کچھ مفہمیں پہلی مرتبہ منصہ شودہ پر آئے۔ کچھ ایسے ہیں جو مختلف بلند پایہ علمی و تحقیقی جرائد میں چھپے چکے ہیں۔ تفصیل یہ ہے:



ہم رسالہ	مقام اشاعت	مقالہ
ا۔ الانور	سیر پور (آزاد کشمیر)	توحید کے چند دلائل
		ملت حنفیہ کی حقیقت
۲۔ تبرہ	لاہور	انسانیت کے چار بنیادی اخلاق (اخلاق اربعہ)
۳۔ ترجمان اسلام	لاہور	حصول علم کے ضروری آداب
		علم اور اہل علم کا مرتبہ
۴۔ الحنفی	اسلام کے حدود و تعزیرات کا ولی اللہی روشنی میں	اجمالی تذکرہ
		حضرت مام اعظم ابو حنیفہ کی چند وصیتیں
(علی سے اردو ترجمہ)		(علی سے اردو ترجمہ)
۵۔ خدام الدین	لاہور	اسلام میں حلال و حرام کا تشریحی فلسفہ
		ملت حنفیہ کی حقیقت
۶۔ الرحیم	حیدر آباد (منڈھ)	مسئلہ توسل پر ایک نظر
		مقام صحابہ
۷۔ الشریعہ	گوجرانوالہ	حضرت لاہوری (حضرت لاہوری نمبر)
		کائنات میں جانداروں کی تخلیق
۸۔ عزم نو	لاہور	حکمت ولی اللہ کے شارحین
		شروں کی بربادی اور آبادی کے اسباب
۹۔ الشریعہ	گوجرانوالہ	تحقیق وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشوود (ترجمہ)
		وحدة الوجود اور وحدۃ الشوود میں تطبیق
۱۰۔ الشریعہ	گوجرانوالہ	مسئلہ وحدۃ الوجود میں راه اعتدال
		اللہ رب العزت کی زیارت کیسے ہوگی؟
۱۱۔ الشریعہ	گوجرانوالہ	خواب میں رسالت ملب کی زیارت
		حصول علم کے ضروری آداب
۱۲۔ الشریعہ	گوجرانوالہ	ملے کہ راہ حق نہایت جمالات است
		ایضاً



وہ مضامین جو پہلی مرتبہ اسی کتاب کی زینت بنے ہیں، درج ذیل ہیں:

- ۱- رسول اللہ کی بعثت کے مقاصد،
- ۲- اسلام کا نظام عبادت و نظافت،
- ۳- معبد علم و دین، مرکز صدق و تيقين دارالعلوم دیوبند،
- ۴- تمدن کے بگاڑ کے اسباب اور ان کا علاج،
- ۵- انسانیت کی تحریکیں کے لیے اخلاق اربعہ کی اہیت،
- ۶- فرقہ تاجیہ اور نوابت میں فرق،
- ۷- فتنے کس طرح پیدا ہوتے ہیں اور ان کا علاج،
- ۸- بحالت صوم انہیشن کا حکم،
- ۹- اکابر علمائے دیوبند اور نظریہ وحدۃ الوجود،
- ۱۰- مودودی صاحب کے بعض نظریات دین کے لیے نقصان ہے ہیں،
- ۱۱- باب الرؤیا۔

کتاب کو ایک نظر دیکھنے ہی سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ موصوف کی تحریروں میں ولی اللہی فکر مرکزی نقطے کی حیثیت رکھتی ہے۔ موصوف نہ صرف فکر ولی اللہی کے ایک سرگرم داعی ہیں بلکہ جس گمراہی دیکھائی کے ساتھ انہیں اس فکر پر دسترس حاصل ہے، بت کم لوگ اس سے بہرہ مند ہیں۔ ان مقالات کا ایک خصوصی وصف یہ ہے کہ تحریر کی شکل کے ساتھ ساتھ یہ مصنف کی معنی آفرینی، علمی نبوغ اور فکری راستی کا بھی پتہ دیتے ہیں۔ تحریر کیسیں کیسیں تو خالص عالمانہ ہے، "خصوصاً" ان مقالات میں جمال مسئلہ وحدت الوجود اور مسئلہ وحدت الشود زیر بحث ہے۔ ایسے مقالات میں اگرچہ شوری کوشش کیا رہی ہے کہ ان مفہوم کو سچی الفہم بنا لیا جائے، مگر موضوع کی نزاکت تقاضا کرتی تھی کہ زبان عامیانہ نہ ہو بلکہ عالمانہ ہو۔ یوں بعض اصطلاحات کو شش بیار کے پیوں وجود عسیر الفہم ہو گئی ہیں۔

حضرت صوفی صاحب اگرچہ ایک عظیم المرتبت مفسر قرآن ہیں، ان کے دروس کا مسئلہ جو معالم العرفان کی صورت میں سامنے آ رہا ہے ان کے تفسیری ذوق کا پتہ رہتا ہے، لیکن یہ بات انہم من الشس ہے کہ ان کی تفسیر میں بھی فقیہ رنگ تملیاں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ



ان کا تقدیم فی الدین اور رسوخ فی العلم دور حاضر میں انفرادی شان رکھتا ہے۔ زیر نظر مقالات میں تحقیقی مقالات کے ساتھ ساتھ فقیہی مقالات اپنے موضوع پر حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ”بیحالت صوم انجشن کا حکم“ اس ضمن میں آتا ہے۔

وہ دہستان دیوبند کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں، اللہزادہ اول تا آخر اس مکتبہ فکر کے نمائندہ ہیں۔ ان کی جملہ تحریریں اسی فکری جگہ کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ”معہد علم و دین“ مرکز صدق و تلقین دارالعلوم دیوبند^۱ ان کی اس عظیم درسگاہ و تربیت گاہ سے والمانہ شیفٹکی اور گھری واہنگی کا مظہر ہے۔ حضرت صوفی صاحب کا ایک خاص مزاج ہے۔ وہ زہد و اتقا کے اس مقام پر فائز ہیں کہ بڑے بڑے نمائش کارپکڑی سنبھال کر ان کی منزل رفید تک نگاہ ہی دوڑا سکتے ہیں۔ نہ سائش کی تمنا نہ ملے کی پرواکے مصدق وہ دنیا و ماں ہی سے اپنی خودگری^۲ خودگیری اور خودداری کی وجہ سے بے نیاز ہیں۔ نہ نمائش نہ ریا نہ تمنا نے داد و دہش۔ تحقیق و تدقیق، علی انداز فکر، فقیہی تینق اور سب سے بڑھ کر قرآن مجید سے بے پناہ واہنگی ان کی سیرت کے محاذ و محاسن ہیں۔

زیر بحث کتاب فی الجلد الہل علم کے لیے نہایت کارآمد مواد پیش کرتی ہیں اور عالمہ الناس کے لیے بھی بہت حد تک مفید ہے۔

تامہم چند باتیں جو دوران مطالعہ میں مجھے ملکتی ہیں، وہ اگرچہ اس قدر لاکن اختنا تو نہیں مگر اس پائے کے جید عالم کی تحریر اگر ان فروگزاشتوں سے پاک ہوتی تو اور اچھا ہوتا۔ جہاں تک فکری سطح کا تعلق ہے، کتاب اس مقام پر ہے کہ اسے روشنی کا بیمار کتنا چاہیے یا شان منزل، مگر کسی مفہوم کو جو لباس پہنلیا جائے وہ بھی اگر معنی کے قد پر راست آئے تو تحریر شاندار بھی ہو جاتی ہے اور جاندار بھی۔ اکثر لغزشیں تو وہ ہیں جن کا حضرت العلام سے کوئی تعلق نہیں، مثلاً ”سو کتابت کاتب یا پروف ریڈر کے کھاتے میں ڈالنی چاہیے۔ چند ایک کی نشاندہی کرتا ہوں مگر آئندہ ایڈیشن میں غلط نامہ لگایا جائے۔“

ص ۳۲۳ پر لفظ محرزلہ کو متزلہ لکھا گیا ہے۔

ص ۳۹ پر فی ایمقد کو فی ایمفت لکھا گیا ہے۔

ص ۱۰۹ پر قطب الرحمی کو قطب الرحمی لکھا گیا ہے۔

ص ۳۷۲ پر بے کیمیت بے تکلیف چھپ گیا ہے۔



ص ۲۳۱ پر خود رو کو خود دار لکھا گیا ہے۔

بعض مصرع وزن سے خارج ہیں یا غلط لکھ دیے گئے ہیں۔ یہی حال بعض الشعارات کا ہے۔ اگرچہ بعض الشعارات نہایت بر محل اور پر تاثیر ہیں، مثلاً ص ۹۸ پر یہ علی شعر، جو دارالعلوم کے اہل علم و نظر کے بارے میں ہے، بار بار سنگتائے کوئی چاہتا ہے۔

اما الخیام فانها کخیا مهمن

واری رجال الیعی غیر رجالها

ص ۹۰ پر ”ملئے کہ راہ حق نہاید جہالت است“ کو ”علم کہ راہ حق نہاید“ لکھا گیا ہے اور ص ۹۳ پر راہ حق کو راہ بھی کر دیا گیا ہے۔

ص ۹۷ پر ”اے از خود گرینخت“ والا شعر غلط ہے۔ ”اے کہ“ زائد ہے۔ صحیح مصرع یوں ہے: از خود گرینخت اشیا چہ می جوئی۔

ص ۲۳۸ پر ہمہ آفاق کو ہمہ آفاقنا لکھا گیا، جو عروضی طور پر وزن سے باہر ہو جاتا ہے۔ ص ۱۳۰ پر ”اسلام کے قانون حدود و تحریرات کا ولی اللہی روشنی میں ابھال تذکرہ“ کا عنوان اگر ”اسلام کے قانون حدود و تحریرات کا فکر ولی اللہی کی روشنی میں ابھال تذکرہ“ ہوتا تو میرے خیال میں بہتر ہوتا۔

ص ۳۸ پر ”ممکن ہو سکتا ہے“ روزمرہ کے مطابق درست نہیں۔ امکان اور سکنا ہم معنی ہیں۔ ”ممکن ہے“ یا ”ہو سکتا ہے“ درست ہے۔

ص ۸۰ ہر اقبال کا شعر غلط نقل کیا گیا ہے۔ صحیح شعر یہ ہے۔

اس دور میں سب مٹ جائیں گے ہاں پلی وہ رہ جائے
جو قائم اپنی راہ پر ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے

(یانگ درا، میرفناہ کلام)

ص ۱۱۸ اور ص ۲۷۰ پر اشعار سے پہلے مصرع کی علامت اع استعمال کی گئی ہے جو درست نہیں۔

ص ۲۳۲ پر ”مرفوع احادیث آتیں ہیں“ نادرست ہے۔ صحیح ہے: ”آتی ہیں“

ص ۳۵ پر درج کی گئی حدیث کا پاضابطہ حوالہ نہیں دیا گیا اور ترتیب میں زیادت ہے (کیونکہ وہ اس کا کوئی اچھا محل نہیں گے ورنہ تم پریشان میں جھا ہو جاؤ گے) میں التویین میں



وضاحت تو ہے، ترجمہ نہیں۔ اگر ترجمہ ہے تو متن نہیں دیا گیا۔ یوں بھی اس میں لفظ "جمل" عوام کے لیے مشکل ہے، "مفهوم" بہتر تھا۔

ص ۳۵۳ پر (در نیاب حال پختہ یقین خام پس سخن کوتاہ باید والسلام) کے ترجمے میں ستم ہے۔ ترجمہ لکھا گیا ہے: "یعنی خام کار آدمی کا حال پختہ یا کامل نہیں ہو سکتا۔" حالانکہ ترجمہ یوں ہوتا چاہیے: "کوئی خام کار شخص کسی پختہ کار کے حال کو سمجھ نہیں سکتا۔" دریافت کے معنی فہمیدن و درک کردن (To perceive) کے ہیں۔

ایک چیز جو کھلکھلتی ہے وہ یہ کہ ابتدائیے میں انگریزی الفاظ کا بے جا استعمال ہے۔ کبھی الملا کے حروف غلط ہیں اور کبھی ویسے زبان نا درست ہے۔ اماکن و اشخاص کے ساتھ تنفس کی درستی کے لیے اگر انگریزی الفاظ لکھ دیے جاتے تو مضافہ نہ تھا، مگر یہاں بے وجہ انگریزی اور وہ بھی غلط بجھوں کے ساتھ جنہیں لکھے گئے ہیں۔ اس ضمن میں ص ۷۲۳، ص ۲۵۰، ص ۲۷۰، ص ۲۷۵، ص ۲۷۵، اور ص ۲۸۲ ملاحظہ ہوں۔

کتاب کے آخر میں ۱۰ خواب عربی زبان میں اور ۳۲ خواب اردو زبان میں "باب الرویا" کے عنوان سے مندرج ہیں۔ بلاشبہ ان خوابوں میں انبیاء، اولیاء، صلحاء، اساتذہ اور علماء کے تذکرے موجود ہیں، لیکن مجھے اس باب کے شامل کرنے کی حکمت سمجھ میں نہیں آسکی۔

حکما کے ہاں خواب کی تعریف یوں ہے کہ "سوتے میں نفس انسانی کی ایک حرکت یا نفس انسانی کی متعدد اشکال کی تصویر کا نام، جو مستقبل کے اچھے یا بُرے واقعات پر ولالت کرے۔" (کتاب الرویا، مترجمہ حسین بن اسحاق بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ) جب ان خوابوں کی تعبیریں پیش نہیں کی گئیں تو عام قاری کو ان مشاہدات سے آگاہ کرنے میں مجھے کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ یہ حضرت کے ذاتی تجربات و مشاہدات روایا ہیں، عوام کو ان سے کیا دل ہے؟ کوئی معاند اگر انہیں خود ستائی پر محمول کر کے غلط فہمی یا کچھ فہمی کا شکار ہو تو اسے کون روک سکے گا، جیسا کہ کئی خواب دیکھنے والوں کے ایسے خوابوں سے متعلق باتیں سننے میں آتی رہتی ہیں۔ نیز خواب کو کسی ماہر معتبر کے سوا کسی کے سامنے پیش ہی نہیں کرنا ٹھہریے، چہ جائیکہ ہر کس دنماں کے سامنے الیم شرح کر دیا جائے۔

حرف آخر کے طور پر یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ کتاب جھوٹی طور پر عوام و خواص ہر دو طبقوں کے فائدے کی ہے۔ واقعات و حقائق اور انکار و نظریات کو بلا کم و کاست



پیش کر دیا گیا ہے۔ مصنف نے دوسروں کے نقطہ نگاہ کی تردید کے لیے ان کی عبارتیں من و عن دی ہیں، حتیٰ کہ ایسی عبارتیں بھی، جو مصنف کے اپنے حق میں زہرناک ہو کر رائے عامہ کو مسوم کر سکتی ہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۷۶۔ اغیار کے ان اقتباسات کے من و عن نقل کرنے سے حضرت استاذ الاسلام نڈیہ کی دریافتی اور عالی حوصلگی کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

آنندہ ایڈیشن کے لیے دو تجویزیں بھی نظر قارئین ہیں: ۱۔ کتاب کے آخر میں کلمیات کا حصہ اس شہ پارے کی قدر و قیمت میں کمی گناہ اضافہ کر سکتا ہے۔ ۲۔ ترتیب کتاب میں اگر موضوعات کا لحاظ رکھا جاتا تو کتاب کے حسن میں حسین اضافہ ہوتا، مثلاً فخر ولی اللہ، تنقید و تحقیق، اخلاقیات و فقہ و تدبیر اور اعلام و المائن وغیرہ کو ایک نظم و ترتیب سے مرتب کیا جائے تو انصب ہو۔ امید ہے دوسرا حصہ بھی جلد منصہ شود پر آئے گا۔

شاعر اسلام الحاج سید امین گیلانی کا نعتیہ مجموعہ کلام سرمایہ درویش

شائع ہو چکا ہے، عمدہ جلد اور خوبصورت سرورق۔ قیمت ۸۰ روپے۔

نیز شاعر بن شاعر سید سلمان گیلانی کا نعتیہ مجموعہ کلام

عبدہ و رسولہ

کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ قیمت ۴۰ روپے
ملنے کا پتہ

عبدالستار عاصم ناظم ادارہ الساوات شرپور روڈ فاروقیہ کالونی شکنپورہ
فون ۵۳۳۲

توہین رسالت کی سزا کے قانون کے بارے میں قوی اسلبی آف پاکستان کی قائم کردہ خصوصی کمیٹی کی خدمت میں ایک ضروری عرضہ اشت

معزز ارکان خصوصی کمیٹی ا سلام منون!

روزنامہ جگ لاهور ۲۳ اپریل ۱۹۶۸ء میں شائع ہونے والی ایک خبر سے معلوم ہوا کہ قوی اسلبی آف پاکستان نے گستاخ رسول کے لئے موت کی سزا کے حوالہ سے (۱) وزیر داخلہ جاتب نسیر اللہ بابر، (۲) وزیر قانون جاتب اقبال حیدر، (۳) وزیر امور بیرون آیا دی جاتب جنے سالک، (۴) مولانا محمد عظیم طارق ایم۔ این۔ اے، (۵) مولانا شیعہ احمد ایم۔ این۔ اے، (۶) مولانا عبدالرحیم ایم۔ این۔ اے، (۷) جاتب مظفر احمد ہائی ایم۔ این۔ اے، (۸) قادر روفیں جو یس ایم۔ این اے اور (۹) جاتب طارق سی قیصر ایم۔ این اے پر مشتمل خصوصی کمیٹی قائم کی ہے، جو اس قانون کے لحاظ استعمال کی روک تھام کے لئے سفارشات کرے گی۔

اس سلسلہ میں اس سے قبل ایشی ائٹر نٹسٹل، وفاقی حکومت، اسلامی نظریاتی کونسل، پیوسن رائنس نیشن اور وفاقی لا کمیشن کے حوالہ سے مختلف خبریں اخبارات کی زینت ہتی رہی ہیں اور ان سب کو سانس رکھتے ہوئے چند ضروری معمروضات پیش خدمت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

○ جہاں تک گستاخ رسول کے لئے موت کی سزا کو تبدیل کرنے کا سلسلہ ہے، اس قسم کی کوئی ترمیم اسلامیان پاکستان کے لئے قابل قبول نہیں ہوگی، کیونکہ یہ شرعی سزا ہے اور اس میں تبدیلی یا تخفیف شرعی احکام میں حرفیت کے مترادف ہوگی۔ مزید برآں ہوئی پاکیل کی مندرجہ ذیل آیات کی رو سے بھی مذکوری پیشوں اور کتاب مقدس کی توہین کی سزا موت ہے، اس لئے سمجھی کیوں نہیں کے لئے اس سزا پر اعتراض کی کوئی مجبو اکیش نہیں ہے۔ (استثنائے ۱۲:۱۳ و ۱۳:۱۲۔ ہوسیع ۷:۱۶۔ ۱۰:۲۔ ۱۱:۲۔ ۱۲:۲۔ ۱۳:۲۔ ۱۴:۲۔ ۱۵:۲۔ ۱۶:۲۔ ۱۷:۲۔ ۱۸:۲۔ ۱۹:۲۔ ۲۰:۲۔ ۲۱:۲۔ ۲۲:۲۔ ۲۳:۲۔ ۲۴:۲۔ ۲۵:۲۔ ۲۶:۲۔ ۲۷:۲۔ ۲۸:۲۔ ۲۹:۲۔ ۳۰:۲۔ ۳۱:۲۔ ۳۲:۲۔ ۳۳:۲۔ ۳۴:۲۔ ۳۵:۲۔ ۳۶:۲۔ ۳۷:۲۔ ۳۸:۲۔ ۳۹:۲۔ ۴۰:۲۔ ۴۱:۲۔ ۴۲:۲۔ ۴۳:۲۔ ۴۴:۲۔ ۴۵:۲۔ ۴۶:۲۔ ۴۷:۲۔ ۴۸:۲۔ ۴۹:۲۔ ۵۰:۲۔ ۵۱:۲۔ ۵۲:۲۔ ۵۳:۲۔ ۵۴:۲۔ ۵۵:۲۔ ۵۶:۲۔ ۵۷:۲۔ ۵۸:۲۔ ۵۹:۲۔ ۶۰:۲۔ ۶۱:۲۔ ۶۲:۲۔ ۶۳:۲۔ ۶۴:۲۔ ۶۵:۲۔ ۶۶:۲۔ ۶۷:۲۔ ۶۸:۲۔ ۶۹:۲۔ ۷۰:۲۔ ۷۱:۲۔ ۷۲:۲۔ ۷۳:۲۔ ۷۴:۲۔ ۷۵:۲۔ ۷۶:۲۔ ۷۷:۲۔ ۷۸:۲۔ ۷۹:۲۔ ۸۰:۲۔ ۸۱:۲۔ ۸۲:۲۔ ۸۳:۲۔ ۸۴:۲۔ ۸۵:۲۔ ۸۶:۲۔ ۸۷:۲۔ ۸۸:۲۔ ۸۹:۲۔ ۹۰:۲۔ ۹۱:۲۔ ۹۲:۲۔ ۹۳:۲۔ ۹۴:۲۔ ۹۵:۲۔ ۹۶:۲۔ ۹۷:۲۔ ۹۸:۲۔ ۹۹:۲۔ ۱۰۰:۲۔ ۱۰۱:۲۔ ۱۰۲:۲۔ ۱۰۳:۲۔ ۱۰۴:۲۔ ۱۰۵:۲۔ ۱۰۶:۲۔ ۱۰۷:۲۔ ۱۰۸:۲۔ ۱۰۹:۲۔ ۱۱۰:۲۔ ۱۱۱:۲۔ ۱۱۲:۲۔ ۱۱۳:۲۔ ۱۱۴:۲۔ ۱۱۵:۲۔ ۱۱۶:۲۔ ۱۱۷:۲۔ ۱۱۸:۲۔ ۱۱۹:۲۔ ۱۲۰:۲۔ ۱۲۱:۲۔ ۱۲۲:۲۔ ۱۲۳:۲۔ ۱۲۴:۲۔ ۱۲۵:۲۔ ۱۲۶:۲۔ ۱۲۷:۲۔ ۱۲۸:۲۔ ۱۲۹:۲۔ ۱۳۰:۲۔ ۱۳۱:۲۔ ۱۳۲:۲۔ ۱۳۳:۲۔ ۱۳۴:۲۔ ۱۳۵:۲۔ ۱۳۶:۲۔ ۱۳۷:۲۔ ۱۳۸:۲۔ ۱۳۹:۲۔ ۱۴۰:۲۔ ۱۴۱:۲۔ ۱۴۲:۲۔ ۱۴۳:۲۔ ۱۴۴:۲۔ ۱۴۵:۲۔ ۱۴۶:۲۔ ۱۴۷:۲۔ ۱۴۸:۲۔ ۱۴۹:۲۔ ۱۵۰:۲۔ ۱۵۱:۲۔ ۱۵۲:۲۔ ۱۵۳:۲۔ ۱۵۴:۲۔ ۱۵۵:۲۔ ۱۵۶:۲۔ ۱۵۷:۲۔ ۱۵۸:۲۔ ۱۵۹:۲۔ ۱۶۰:۲۔ ۱۶۱:۲۔ ۱۶۲:۲۔ ۱۶۳:۲۔ ۱۶۴:۲۔ ۱۶۵:۲۔ ۱۶۶:۲۔ ۱۶۷:۲۔ ۱۶۸:۲۔ ۱۶۹:۲۔ ۱۷۰:۲۔ ۱۷۱:۲۔ ۱۷۲:۲۔ ۱۷۳:۲۔ ۱۷۴:۲۔ ۱۷۵:۲۔ ۱۷۶:۲۔ ۱۷۷:۲۔ ۱۷۸:۲۔ ۱۷۹:۲۔ ۱۸۰:۲۔ ۱۸۱:۲۔ ۱۸۲:۲۔ ۱۸۳:۲۔ ۱۸۴:۲۔ ۱۸۵:۲۔ ۱۸۶:۲۔ ۱۸۷:۲۔ ۱۸۸:۲۔ ۱۸۹:۲۔ ۱۹۰:۲۔ ۱۹۱:۲۔ ۱۹۲:۲۔ ۱۹۳:۲۔ ۱۹۴:۲۔ ۱۹۵:۲۔ ۱۹۶:۲۔ ۱۹۷:۲۔ ۱۹۸:۲۔ ۱۹۹:۲۔ ۲۰۰:۲۔ ۲۰۱:۲۔ ۲۰۲:۲۔ ۲۰۳:۲۔ ۲۰۴:۲۔ ۲۰۵:۲۔ ۲۰۶:۲۔ ۲۰۷:۲۔ ۲۰۸:۲۔ ۲۰۹:۲۔ ۲۱۰:۲۔ ۲۱۱:۲۔ ۲۱۲:۲۔ ۲۱۳:۲۔ ۲۱۴:۲۔ ۲۱۵:۲۔ ۲۱۶:۲۔ ۲۱۷:۲۔ ۲۱۸:۲۔ ۲۱۹:۲۔ ۲۲۰:۲۔ ۲۲۱:۲۔ ۲۲۲:۲۔ ۲۲۳:۲۔ ۲۲۴:۲۔ ۲۲۵:۲۔ ۲۲۶:۲۔ ۲۲۷:۲۔ ۲۲۸:۲۔ ۲۲۹:۲۔ ۲۳۰:۲۔ ۲۳۱:۲۔ ۲۳۲:۲۔ ۲۳۳:۲۔ ۲۳۴:۲۔ ۲۳۵:۲۔ ۲۳۶:۲۔ ۲۳۷:۲۔ ۲۳۸:۲۔ ۲۳۹:۲۔ ۲۴۰:۲۔ ۲۴۱:۲۔ ۲۴۲:۲۔ ۲۴۳:۲۔ ۲۴۴:۲۔ ۲۴۵:۲۔ ۲۴۶:۲۔ ۲۴۷:۲۔ ۲۴۸:۲۔ ۲۴۹:۲۔ ۲۵۰:۲۔ ۲۵۱:۲۔ ۲۵۲:۲۔ ۲۵۳:۲۔ ۲۵۴:۲۔ ۲۵۵:۲۔ ۲۵۶:۲۔ ۲۵۷:۲۔ ۲۵۸:۲۔ ۲۵۹:۲۔ ۲۶۰:۲۔ ۲۶۱:۲۔ ۲۶۲:۲۔ ۲۶۳:۲۔ ۲۶۴:۲۔ ۲۶۵:۲۔ ۲۶۶:۲۔ ۲۶۷:۲۔ ۲۶۸:۲۔ ۲۶۹:۲۔ ۲۷۰:۲۔ ۲۷۱:۲۔ ۲۷۲:۲۔ ۲۷۳:۲۔ ۲۷۴:۲۔ ۲۷۵:۲۔ ۲۷۶:۲۔ ۲۷۷:۲۔ ۲۷۸:۲۔ ۲۷۹:۲۔ ۲۸۰:۲۔ ۲۸۱:۲۔ ۲۸۲:۲۔ ۲۸۳:۲۔ ۲۸۴:۲۔ ۲۸۵:۲۔ ۲۸۶:۲۔ ۲۸۷:۲۔ ۲۸۸:۲۔ ۲۸۹:۲۔ ۲۹۰:۲۔ ۲۹۱:۲۔ ۲۹۲:۲۔ ۲۹۳:۲۔ ۲۹۴:۲۔ ۲۹۵:۲۔ ۲۹۶:۲۔ ۲۹۷:۲۔ ۲۹۸:۲۔ ۲۹۹:۲۔ ۳۰۰:۲۔ ۳۰۱:۲۔ ۳۰۲:۲۔ ۳۰۳:۲۔ ۳۰۴:۲۔ ۳۰۵:۲۔ ۳۰۶:۲۔ ۳۰۷:۲۔ ۳۰۸:۲۔ ۳۰۹:۲۔ ۳۱۰:۲۔ ۳۱۱:۲۔ ۳۱۲:۲۔ ۳۱۳:۲۔ ۳۱۴:۲۔ ۳۱۵:۲۔ ۳۱۶:۲۔ ۳۱۷:۲۔ ۳۱۸:۲۔ ۳۱۹:۲۔ ۳۲۰:۲۔ ۳۲۱:۲۔ ۳۲۲:۲۔ ۳۲۳:۲۔ ۳۲۴:۲۔ ۳۲۵:۲۔ ۳۲۶:۲۔ ۳۲۷:۲۔ ۳۲۸:۲۔ ۳۲۹:۲۔ ۳۳۰:۲۔ ۳۳۱:۲۔ ۳۳۲:۲۔ ۳۳۳:۲۔ ۳۳۴:۲۔ ۳۳۵:۲۔ ۳۳۶:۲۔ ۳۳۷:۲۔ ۳۳۸:۲۔ ۳۳۹:۲۔ ۳۴۰:۲۔ ۳۴۱:۲۔ ۳۴۲:۲۔ ۳۴۳:۲۔ ۳۴۴:۲۔ ۳۴۵:۲۔ ۳۴۶:۲۔ ۳۴۷:۲۔ ۳۴۸:۲۔ ۳۴۹:۲۔ ۳۵۰:۲۔ ۳۵۱:۲۔ ۳۵۲:۲۔ ۳۵۳:۲۔ ۳۵۴:۲۔ ۳۵۵:۲۔ ۳۵۶:۲۔ ۳۵۷:۲۔ ۳۵۸:۲۔ ۳۵۹:۲۔ ۳۶۰:۲۔ ۳۶۱:۲۔ ۳۶۲:۲۔ ۳۶۳:۲۔ ۳۶۴:۲۔ ۳۶۵:۲۔ ۳۶۶:۲۔ ۳۶۷:۲۔ ۳۶۸:۲۔ ۳۶۹:۲۔ ۳۷۰:۲۔ ۳۷۱:۲۔ ۳۷۲:۲۔ ۳۷۳:۲۔ ۳۷۴:۲۔ ۳۷۵:۲۔ ۳۷۶:۲۔ ۳۷۷:۲۔ ۳۷۸:۲۔ ۳۷۹:۲۔ ۳۸۰:۲۔ ۳۸۱:۲۔ ۳۸۲:۲۔ ۳۸۳:۲۔ ۳۸۴:۲۔ ۳۸۵:۲۔ ۳۸۶:۲۔ ۳۸۷:۲۔ ۳۸۸:۲۔ ۳۸۹:۲۔ ۳۹۰:۲۔ ۳۹۱:۲۔ ۳۹۲:۲۔ ۳۹۳:۲۔ ۳۹۴:۲۔ ۳۹۵:۲۔ ۳۹۶:۲۔ ۳۹۷:۲۔ ۳۹۸:۲۔ ۳۹۹:۲۔ ۴۰۰:۲۔ ۴۰۱:۲۔ ۴۰۲:۲۔ ۴۰۳:۲۔ ۴۰۴:۲۔ ۴۰۵:۲۔ ۴۰۶:۲۔ ۴۰۷:۲۔ ۴۰۸:۲۔ ۴۰۹:۲۔ ۴۱۰:۲۔ ۴۱۱:۲۔ ۴۱۲:۲۔ ۴۱۳:۲۔ ۴۱۴:۲۔ ۴۱۵:۲۔ ۴۱۶:۲۔ ۴۱۷:۲۔ ۴۱۸:۲۔ ۴۱۹:۲۔ ۴۲۰:۲۔ ۴۲۱:۲۔ ۴۲۲:۲۔ ۴۲۳:۲۔ ۴۲۴:۲۔ ۴۲۵:۲۔ ۴۲۶:۲۔ ۴۲۷:۲۔ ۴۲۸:۲۔ ۴۲۹:۲۔ ۴۳۰:۲۔ ۴۳۱:۲۔ ۴۳۲:۲۔ ۴۳۳:۲۔ ۴۳۴:۲۔ ۴۳۵:۲۔ ۴۳۶:۲۔ ۴۳۷:۲۔ ۴۳۸:۲۔ ۴۳۹:۲۔ ۴۴۰:۲۔ ۴۴۱:۲۔ ۴۴۲:۲۔ ۴۴۳:۲۔ ۴۴۴:۲۔ ۴۴۵:۲۔ ۴۴۶:۲۔ ۴۴۷:۲۔ ۴۴۸:۲۔ ۴۴۹:۲۔ ۴۵۰:۲۔ ۴۵۱:۲۔ ۴۵۲:۲۔ ۴۵۳:۲۔ ۴۵۴:۲۔ ۴۵۵:۲۔ ۴۵۶:۲۔ ۴۵۷:۲۔ ۴۵۸:۲۔ ۴۵۹:۲۔ ۴۶۰:۲۔ ۴۶۱:۲۔ ۴۶۲:۲۔ ۴۶۳:۲۔ ۴۶۴:۲۔ ۴۶۵:۲۔ ۴۶۶:۲۔ ۴۶۷:۲۔ ۴۶۸:۲۔ ۴۶۹:۲۔ ۴۷۰:۲۔ ۴۷۱:۲۔ ۴۷۲:۲۔ ۴۷۳:۲۔ ۴۷۴:۲۔ ۴۷۵:۲۔ ۴۷۶:۲۔ ۴۷۷:۲۔ ۴۷۸:۲۔ ۴۷۹:۲۔ ۴۸۰:۲۔ ۴۸۱:۲۔ ۴۸۲:۲۔ ۴۸۳:۲۔ ۴۸۴:۲۔ ۴۸۵:۲۔ ۴۸۶:۲۔ ۴۸۷:۲۔ ۴۸۸:۲۔ ۴۸۹:۲۔ ۴۹۰:۲۔ ۴۹۱:۲۔ ۴۹۲:۲۔ ۴۹۳:۲۔ ۴۹۴:۲۔ ۴۹۵:۲۔ ۴۹۶:۲۔ ۴۹۷:۲۔ ۴۹۸:۲۔ ۴۹۹:۲۔ ۴۱۰:۲۔ ۴۱۱:۲۔ ۴۱۲:۲۔ ۴۱۳:۲۔ ۴۱۴:۲۔ ۴۱۵:۲۔ ۴۱۶:۲۔ ۴۱۷:۲۔ ۴۱۸:۲۔ ۴۱۹:۲۔ ۴۲۰:۲۔ ۴۲۱:۲۔ ۴۲۲:۲۔ ۴۲۳:۲۔ ۴۲۴:۲۔ ۴۲۵:۲۔ ۴۲۶:۲۔ ۴۲۷:۲۔ ۴۲۸:۲۔ ۴۲۹:۲۔ ۴۳۰:۲۔ ۴۳۱:۲۔ ۴۳۲:۲۔ ۴۳۳:۲۔ ۴۳۴:۲۔ ۴۳۵:۲۔ ۴۳۶:۲۔ ۴۳۷:۲۔ ۴۳۸:۲۔ ۴۳۹:۲۔ ۴۳۱۰:۲۔ ۴۳۱۱:۲۔ ۴۳۱۲:۲۔ ۴۳۱۳:۲۔ ۴۳۱۴:۲۔ ۴۳۱۵:۲۔ ۴۳۱۶:۲۔ ۴۳۱۷:۲۔ ۴۳۱۸:۲۔ ۴۳۱۹:۲۔ ۴۳۲۰:۲۔ ۴۳۲۱:۲۔ ۴۳۲۲:۲۔ ۴۳۲۳:۲۔ ۴۳۲۴:۲۔ ۴۳۲۵:۲۔ ۴۳۲۶:۲۔ ۴۳۲۷:۲۔ ۴۳۲۸:۲۔ ۴۳۲۹:۲۔ ۴۳۳۰:۲۔ ۴۳۳۱:۲۔ ۴۳۳۲:۲۔ ۴۳۳۳:۲۔ ۴۳۳۴:۲۔ ۴۳۳۵:۲۔ ۴۳۳۶:۲۔ ۴۳۳۷:۲۔ ۴۳۳۸:۲۔ ۴۳۳۹:۲۔ ۴۳۳۱۰:۲۔ ۴۳۳۱۱:۲۔ ۴۳۳۱۲:۲۔ ۴۳۳۱۳:۲۔ ۴۳۳۱۴:۲۔ ۴۳۳۱۵:۲۔ ۴۳۳۱۶:۲۔ ۴۳۳۱۷:۲۔ ۴۳۳۱۸:۲۔ ۴۳۳۱۹:۲۔ ۴۳۳۲۰:۲۔ ۴۳۳۲۱:۲۔ ۴۳۳۲۲:۲۔ ۴۳۳۲۳:۲۔ ۴۳۳۲۴:۲۔ ۴۳۳۲۵:۲۔ ۴۳۳۲۶:۲۔ ۴۳۳۲۷:۲۔ ۴۳۳۲۸:۲۔ ۴۳۳۲۹:۲۔ ۴۳۳۳۰:۲۔ ۴۳۳۳۱:۲۔ ۴۳۳۳۲:۲۔ ۴۳۳۳۳:۲۔ ۴۳۳۳۴:۲۔ ۴۳۳۳۵:۲۔ ۴۳۳۳۶:۲۔ ۴۳۳۳۷:۲۔ ۴۳۳۳۸:۲۔ ۴۳۳۳۹:۲۔ ۴۳۳۳۱۰:۲۔ ۴۳۳۳۱۱:۲۔ ۴۳۳۳۱۲:۲۔ ۴۳۳۳۱۳:۲۔ ۴۳۳۳۱۴:۲۔ ۴۳۳۳۱۵:۲۔ ۴۳۳۳۱۶:۲۔ ۴۳۳۳۱۷:۲۔ ۴۳۳۳۱۸:۲۔ ۴۳۳۳۱۹:۲۔ ۴۳۳۳۲۰:۲۔ ۴۳۳۳۲۱:۲۔ ۴۳۳۳۲۲:۲۔ ۴۳۳۳۲۳:۲۔ ۴۳۳۳۲۴:۲۔ ۴۳۳۳۲۵:۲۔ ۴۳۳۳۲۶:۲۔ ۴۳۳۳۲۷:۲۔ ۴۳۳۳۲۸:۲۔ ۴۳۳۳۲۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۱۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۱۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۱۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۱۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۱۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۱۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۱۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۱۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۱۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۱۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۲۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۲۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۲۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۲۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۲۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۲۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۲۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۲۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۲۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۲۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۱۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۲۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۱۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۲۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۱۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۲۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۶:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۷:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۸:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۹:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵:۲۔ ۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱

لندن میں ولڈ اسلامک فورم مستقل آفس

- فارسٹ گیٹ لندن ایسٹ، بک کے علاقہ میں قائم کیا جا رہا ہے جس کے لیے جاری جزو د پر ایک لاکھ پینتالیس ہزار روپنڈ میں بلڈنگ کا سودا لے پا گیا ہے۔ اس ہیڈ آفس میں
- دنیا بھر کے غیر مسلموں تک ان کی اپنی زبان میں اسلام کی دعوت پہنچانے کے لیے پیغمبر اور کیسٹس کی تیاری اور اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا۔
 - مغربی معاشرہ کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے سلمان پتوں اور بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے شالی مکتب قائم کیا جائے گا۔
 - مغربی تہذیب و معاشرت کی خامیوں کی نشاندہی اور اسلام کے بارے میں مغربی بیان کے منفی پروپگنڈہ کے تعاقب کے لیے "ویسٹ واچ" کے نام سے میدیا سنٹر قائم کیا جائے گا..... اور
 - علماء، خطبا اور ائمہ مساجد کو انگریزی زبان اور دیگر جدید تقاضوں سے بہرہ درکرنے کے لیے حصہ می کرنس کا اہتمام کیا جائے گا، الشاد اللہ تعالیٰ

قیمت کی ادائیگی معاملہ کے مطابق جون ۱۹۷۶ء کے وسط تک لازمی ہے

اصحاب خیر سے گزارش ہے کہ گروں قد عطیات یا مناسب تدبیت کے لیے وضیح حسنہ کی صورت میں بھرپور تعاون فراہم کریں گے میں شرکت ہوں، تاکہ وقت تقریبہ کے اندر رقم ادا کر کے تعلیمی کام شروع کیا جاسکے۔

— تمام رقوم و ولڈ اسلامک فورم کے اکاؤنٹنٹ نمبر

1- A/c No. 90994758, BARCLAYS BANK, 24-26 MINORIES, LONDON EC3N 1BG.

2- A/c No. 40631280 (20-28-58) BARCLAYS BANK, 202 HIGH STREET NORTH,
EAST HAM, LONDON E6 2JB (UK).

کے نام ڈرافٹ یا چیک کی صورت میں ولڈ اسلامک فورم کے سیکریٹری جنرل مولانا محمد علی مصطفیٰ کو منصف رجب ذیل پتہ پر اسال کی جائیں۔

71 DELAFIELD HOUSE, CHRISTIAN ST,
LONDON E1 1QD (UK).

Tel: 0712651990

منج اند ابو عمار زاہد الرشیدی پیرسن و ولڈ اسلامک فورم، خطیب کریمی، مجمع مسجد گجرانوالہ پاکستان
فرٹ ۰۴۳۱-۲۵۶۶۳